پھولوں کی چادر

ریاضِ مطر

گلدستہ وارثی

مثنوی آئینہ جمال

منظوم سوانح عمری

حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

مصنف

فقیر بیدم شاہ وارثی اٹاوی

Scanned with CamScanner

پھولوں کی چادر

(ریاضِ معطّر)

گلدستہ وارثی

مثنوی آئینہ جمال

(نذر غریب نواز)

مُصنفہ

فقیر بیدم شاہ وارثی اٹاوی

حاجی وارث علی شاہ صاحب

شائع کردہ

خورشید بکڈپو امیٹھی ہاؤس متصل ڈاکخانہ امین آباد

لکھنؤ ۱۸

مطبوعہ ہندوستانی بکڈپو آفسٹ ڈویژن لکھنؤ

۱۹۹۱ء

زبدۃ الفقراء وارثی [illegible] وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز

حضرت سید عبد السلام
عرف میاں بالکا رحمتہ
اللہ علیہ کی جانب سے
کتب وارثیہ کی یہ
بہترین کاوش کی گئی جو
کہ ایک سفید پوش
گزرے ہیں اپنے وقت کے
کامل ترین عالم با عمل
ولی فقیر جو داخل
سلسلہ حضرت عبداللہ
شاہ شہید رحمتہ اللہ
علیہ سے ہیں انکی انسار
صدر کراچی میں ان کا
مزار ہے
یہ کام وارث پاک غلام
نواز عظمہ اللہ ذکرہ کے
حکم پر کیا گیا اس کام کو
کوئی وارثی اپنی جانب
منسوب کرکے توہین
حکم مرشد کا ارتکاب نا
کرے اگر کوئی بھی
شخص یہ کہے کہ اس
نے پی ڈی ایف بنائی تو
مان لیجیے گا کہ یہ
جھوٹ بول ہے غلام کا
کام غلامی کرنا ہے یعنی
مرشد کے حکم کی
تعمیل کرنا ہے نا کہ
تعریف اور واہ واہی وصول
کرنا
برائے مہربانی سب
وارثیوں پر حکم مرشد کی
اتباع لازم ہے جھوٹ
بولنے اور واہ واہی سے پر
ہیز کریں   شکریہ

Scanned with CamScanner

عرض مصنف

مخمس کاوش

شکر الحمد جو ان چیز کہ مخواست لم
سال تکمیل تخمیس غزوارث جنیدم

دیدم از چشم پُر نم بفضل احد اکرم
روضۂ اقدس محبوب الٰہی لقدم

شکر خدا بجا لانے کے بعد سب سے پہلے نہایت مخلصانہ طریق پر مبارکباد و کامیابی ان حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اپنا فرض میں سمجھتا ہوں کہ جنکی جان توڑ کوششوں نے بفضلہ روضۂ مطہرہ پیشوا کی تعمیر کو تکمیل تک پہنچایا اور ان تمام رشتہ داروں کو جو صدر ادا نخمہ مزار مقدس تیں نہایت خوش ہوں سے بعنوان شاعرانہ مع کرکے منقبت جلی کر کمال عمدگی کیساتھ عمل کیا

جزاک اللہ عن شیخ الطریقت   جزاک اللہ فی الدارین خیرا

زہے نصیب ان حضرات کو کہ جنکو خدا نے یہ سعادت حاصل کرنیکا موقع دیا اور سب سے اول ان خدام بارگاہ وارثی کے جنہوں نے اپنی مالی امداد سے اسباب تکمیل کو بہم پہنچایا کر حق غلامی وارثی ادا کیا اور وہ فہرست جو تمام وارثی بھی مستحق آفرین ہیں کہ جنہوں نے اپنی تمام عزت و ناموس کو نظر انداز کرکے کام میں جو کچھ ہو سکا نہایت خلوص دل سے پیش کیا اور اس محتاج ضعیف واقعہ کو دوست کی ایک بیوفی تکیہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کیلئے حاضر ہوئی تھی تازہ کر دیا۔ مگر افسوس کہ اس فقیر بیدم سے کچھ بھی نہ ہو سکا ہاں تو و انا ایک غزل اور دو ریختہ مخمس کا سہرا تھا سی کیا جو نذرانہ اپنا دل ہی وہ دل جو کبھی محفل میں کام کے اور کسی لائق کا ملحق ہو سکتے تھیں وہ جنکے حق میں نیاز مین کا کام سکتی ہے جو قرض پا مذا ہو سکیں جو کچھ ملا ہو نہی قبول کی اب اسی سے ہو وارثی کم استعداد ہی سے حق ادا ہو ن المصنف

تحفۂ نذر روضہ سرکار یہ لعل و گوہر
کیا مرے پاس ہے جو تصدق کروں میں تو پیر

لیکن اس بیوفی کی لایا ہوں بیان رسیا دو
کاش قدرت سے تمنا سے ثنا میں جگر

جو محتاج کا منظور نظر ہو جائے
اک نظر بندہ نوازی کی ادھر ہو جائے

گو غزلیات کا مستقل دیوان اسوقت میرے پاس موجود تھا کہ اس کا انطباع کا میں قصد رکھتا مگر حق یا ناکمل تعمیر روضہ شریف کی جاتی ہے تو امر میں یہ بقدرت زمانہ مصطفیٰ المعروف ... جلد کو پیش کرتا ہوں اگر قبول ہو جائے زہے قسمت سے شادمان ہو جب گر نوازش کیا۔ راقم ہیچمدان فقیر بیدم وارثی اٹاوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جسکو دیکھا یار تیرا عاشق نادیدہ ہے
مجھ پہ کیا موقوف کہ عالم ترا گرویدہ ہے

مبتلا ہے دل تو جانِ ناتوان گرویدہ ہے
دیدۂ دیدار جو تیرے لئے نم دیدہ ہے

اپنی ہستی کی خبر لے مردم دیدہ ذہن
دوسرون کو دیکھتا ہے آپ نادیدہ ہے

دل ہی کیا وہ دل کہ جسمین نہ ہو الفت تری
وہ بھی کیا دیدہ جو تیری دید سے نادیدہ ہے

بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ مین ہے جلوہ گری
پھر حجاب ایسا کہ اپنے آپ سے پوشیدہ ہے

عاشق ناکام جلوے مین بھی ہے حرمان نصیب
جسکو دیدہ سمجھا ہے اے دل وہی نادیدہ ہے

منتظر ہے آپ کے جلوے کی نرگس باغ مین
گل گریبان چاک شبنم اک طرف نم دیدہ ہے

روح سے ہر دم یہ رہتا ہے تقاضائے ظہور
اب تو تار و پود قبائے عنصری بوسیدہ ہے

دیکھکر مجھکو پشیمان ہنس کے رحمت نے کہا
کون سا وہ جرم ہے بیدم جو نابخشیدہ ہے

دیدۂ دیدار جو ہر حال مین نادیدہ ہے
جس سے پوشیدہ نہین تم اس سے وہ پوشیدہ ہے

دیکھتا ہے سبکو لیکن سب سے خود پوشیدہ ہے
شرم سے آنکھون کے پردہ مین وہ نور دیدہ ہے

چشم نابینا سے پردہ ہے تو کچھ بیجا نہین
آنکھ والون سے بھی وہ جان جہان پوشیدہ ہے

جسکو دیکھو ہر گھڑی پامال کرتا ہے مجھے
کیا مری کشتِ تمنا سبزۂ روئیدہ ہے

ذرہ ذرہ ہے ترا آئینۂ حسن و جمال
تو ہی پوشیدہ نہ اب صورت تری نادیدہ ہے

جب بجز اک ذاتِ مطلق دوسرا پیدا نہیں
کون ہے پھر غیر اور کس سے کوئی پوشیدہ ہے

ہائے وہ کہنا کسی کا بزم میں پیدا کیا تجھ
آگئے دل میں لبوں تک اتنی بات پر رنجیدہ ہے

جستجو ہے اوسکی بیدم دل ہے جسکی جلوہ گاہ
وہ چھپا ہے جیسے جو آنکھون کا نور دیدہ ہے

تضمین نعتیہ بر غزل حضرت جامی علیہ الرحمۃ

اے عین کمال باکمالی
اے شان جمیل و ہم جمالی
اے زینت بزم بیمثالی
اے مظہر حسن لایزالی
مرآتِ جمال ذوالجلالی

باخاطر ریش وخستہ حالی
للہ نہ پھیرا اوسکو خالی
در پہ ہے کھڑا ترے سوالی
اے مظہر حسن لایزالی
مرآتِ جمال ذوالجلالی

تجھسے نہ ہو جب مراد حاصل
اے مہر عطا و ماہ کامل
پھر جائے کہاں تمہارا سائل
در شان کمال تست نازل
آیاتِ مکارم و معالی

والّیل ہے زلف کا اشارا
والشمس ہے رخ کا استعارا

شاہا ملکا جمال آرا — انوارِ تجلیٔ قدم را
رخسارِ تو احسن الجمالی

آزاد کہاں کہاں یہ پابند — ناکارہ کہاں کہاں ہنرمند
اے ساقیٔ مجلسِ خداوند — احرام حریم تو نہ بندد
جز دُردکشانِ لاؤ بالی

بیدم ہے جو کچھ مرا تورع — ذیل بریا ہے یا تصنع
پر ذات سے اوسکی ہی توقع — جامی بوظائف تضرع
مشغول بود علی التوالی

تضمین رباعی حضرت فضیحت شاہ صاحب وارثی مد ظلہ

دل سرائے تو یا رسول اللہ — دیدہ جائے تو یا رسول اللہ
جان فدائے تو یا رسول اللہ — من گدائے تو یا رسول اللہ
خاکپائے تو یا رسول اللہ

خستہ و بیدلم فضیحت تو — بیدم و بیدلم فضیحت تو
تفتہ دل چشم نم فضیحت تو — اُمت عاصیم فضیحت تو
مبتلائے تو یا رسول اللہ

بنتی نہیں بنائے حالت بہت ردی ہے — وقت مدد ہے مولا اب جی پہ آ بنی ہے
کوئی نہ ساتھ آیا سب نے ہی منہ چھپایا — غربت میں میری ساتھی کچھ ہے تو بیکسی ہے

میں کس کی دوں دہائی تیرے سوا الٰہی
مشکل میں کیسا رونا کچھ بھی نہیں ہے ہونا

سب نے بھلا دیا دل اب تجھ سے لو لگی ہے
مشکل کشا علی ہے مشکل کشا علی ہے

عالم کا بار اٹھا لیں تو بھی کھڑا رہا ہے
ان بازوؤں میں بیدمؔ زورِ یداللّٰہی ہے

اے بادشاہِ لافتیٰ اے تاجدارِ ہل اتیٰ
بہرِ شرابِ معرفت متوالا کر دیجئے مجھے
آوارہ و بے گھر ہوں ناکارہ ہوں بیکار ہوں
نابینا بینا ہو گیا بینا کو سوجھی دور کی

مولا علی مرتضیٰ حیدر وصی مصطفیٰ
آلِ عبا کا واسطہ صدقہ رسول اللہ کا
گو آپ کے لائق نہیں شرمندہ ہوں پر آپکا
آنکھوں میں جبکے پڑ گئی اوڑ کر تمہاری خاکِ پا

بیدمؔ تمہارا مبتلا ہے سخت مشکل میں پھنسا
مولا علی مولا علی مشکل کشا مشکل کشا

بجز تمہارے کہوں کس سے یا غریب نواز
تمہارے دامنِ عالی نے ہاتھ آئے ہی
معینِ دین و عطائے رسول و آلِ نبی
کہاں تک پھرے در در کی ٹھوکریں کھاتا
سنی ہے آپکی بندہ نوازیوں کی دھوم
تمہارا ہو نہیں تمہیں سے ہے التجا میری
مجھے ہیں روزِ قیامت میں دین و دنیا میں

سنو مری مرے مشکل کشا غریب نواز
بڑھا دیا ہے مرا حوصلہ غریب نواز
امیر و خواجہ گنگوں قطب غریب نواز
تمہارے در کا تمہارا گدا غریب نواز
کبھی ادھر بھی نگاہِ عطا غریب نواز
تمہارے ہوتے کہوں کس سے یا غریب نواز
تمہارے نام کا ہے آسرا غریب نواز

تمہارے در کی گدائی ہے آرزو میری — تمہاری دید مرا مدعا غریب نواز
ضیائے مطلع عرفان نگار عالم قدس — فضائے گلشن آفاق آنا غریب نواز

کچھ اپنے **بیدم** خستہ کو بھی عطا کیجے
سخی ہے آپ کی سرکار یا غریب نواز

شمع ایوان رسالت وارث — رونق بزم ولایت وارث
ہادی و خضر طریقت وارث — مشعل راہ حقیقت وارث
روضہ پاک ترا بقعہ نور — فرش پر عرش کی صورت وارث
گوہر قلزم اسرار نہاں — نیر برج حقیقت وارث
نو بہار چمنستان رسول — گلبن باغ رسالت وارث
تیغ ابرو کا ادھر بھی اک وار — دل ہے مشتاق شہادت وارث
طالب یہ تڑپ کر مر جائے — ہے یہی شرط محبت وارث
دل کو سینے سے لگا رکھا ہے — جان کر تیری امانت وارث
راحت جان مجھے دیدار ترا — تیرا کوچہ مری جنت وارث
برقع چہرے سے اٹھا دو للہ — دیکھ لوں چاند سی صورت وارث

جان جاتی رہی **بیدم** کی مگر
نہ گیا شوق زیارت وارث

مجھے یار ضعیف و ناتواں کی بن آئی ہے — دل حسرت زدہ پہ لشکر غم کی چڑھائی ہے

پھنسا ہوں خشت گل میں پیام مشکلکشائی ہے
ز رقعہ و دیکو سون الگ تن واے ناکامی
مرے آقا مرے مولا مرے والی مرے وارث
پری ہو حور ہو کوئی ہو آنکھوں میں نہیں کھبتا
یہ آخر کس خطا پر آج قتل عام کی ٹھیری

علی مرتضیٰ کے لاڈلے وارث دہائی ہے
دعا بھی آج کل گویا مری تیر ہوائی ہے
اوٹھا دو برقع چہرے سے کہ وقت رونمائی ہے
تمہاری پیاری صورت جیسے قطرہ میں سمائی ہے
قیامت ڈالی جاتی ہے کہ خنجر آزمائی ہے

نہ تخت و تاج کی خواہش نہ ملک و مال کی پروا
مری شاہی تو بیدم کو سے وارث کی گدائی ہے

جان ہے فدائے وارث دل مبتلائے وارث
عالم کی تاجداری ہمیں کہ آج پالی
کسکی مجال جاے اور کون یار پاے
جب لٹا دی گئی ہے فرقت میں تیری صورت

روز ازل سے آنکھیں محو لقائے وارث
سر دیکھ لیں جو اپنا ہم زیر پائے وارث
سنتے ہیں لامکاں ہے خلوت سرائے وارث
بیساختہ زبان سے نکلا کہ ہائے وارث

وہ وہ ہیں جن پہ بیدم مفتون ہے سارا عالم
تو ہی نہیں انوکھا کچھ مبتلائے وارث

جو دی تھی شبلی و منصور کو وہی تجلی لا
غبار قیس سے چھوٹا جو دامن لیلےٰ
غبار قیس نہ چھو پایا دامن لیلےٰ
نہیں ہے مئے نہ تلچھٹ ہی مجھکو کافی ہے

میں صدقے جاؤں ترے ساقیا وہی مے لا
بگولا بنکے اوڑا اوڑ کے نجد میں پھیلا
کبھی اوڑا کبھی اونچا ہوا کبھی پھیلا
میں ہوکے پی لوں تری خیر شیشہ مے لا

نقاب وحشی تو قیامت کا سامنا ہوگا — زیادہ دیدۂ دیدار جو نہ منہ چھپیلا

جنون ہے مجھکو مین مجنون ہون پر نہ وہ مجنون — جو تیرے ہوتے کرے ہوئی آنا لیلےٰ

اوڑی جو خاک شہیدان ناز کی نوک سا — یہ کیسے دامن قتل کو کر دیا میلا

کبھی طواف کبھی سجدہ اور سلام کیا — سمجھ کے قیس نے کعبے کو محمل لیلےٰ

تقاضے روح سے مین پی عمر فرشتے گئے — او تار و جانے تھی بہت کیا میلا

بگولا دشت مین وہ تھا تو قیس دیوانہ — پکارا محمل لیلےٰ سمجھ کے یا لیلےٰ

جو کچھ لکھا تھا مقدر مین سامنے آیا — محبت پر نالہ و فریاد و آہ و واویلا

فسانے رہ گئے مجنون کہ اب کمان ہون — وہ مجھ پر نہ وہ لیلےٰ نہ تو لیلےٰ

جو حسن خاص کی تحقیق ہے تعین منظور — تو چشم قیس سے دیکھو حقیقت لیلےٰ

اوا شناسون سے چھپنا محال ہے بیدم
وہ شکل قیس مین ہون یا بصورت لیلےٰ

تضمین

قتل عاشق کیلئے جب عشق سامان لیچلا — ڈھونڈھ کر حسن ملاحت بھی نمکدان لیچلا

دل کو ساتھ اپنے خیال دید جانان لیچلا — گھر بھی ساتھ اپنے ہمارے گھر کا سامان لیچلا

تیرگی چھائی ضیا کا ساز و سامان لیچلا — روشنی گھر کو بخشش نگاہ کر روے تابان لیچلا

بعد مجنون کے جنون وحشت کا سامان لیچلا — دھجیان دامن کی مین تار گریبان لیچلا

حسرت دیدار داغ ہجر امید وصال — بے سر و سامانیون پر بھی یہ سامان لیچلا

لٹ دل بیتاب گل کی ذلفین بھی پا دین — پھر اوسی کوچے مین ہمکو دشمن جان لیچلا

لیچلا کیا بزم ہستی سے دل حیران نصیب
یان حسرت لیچلا غمہاے ہجران لیچلا
واے محرومی کہ مین دیدار جانان کے عوض
بھر کے آنکھون مین غبار کوے جانان لیچلا
بارگاہ عشق مین نذرانہ حسن وجمال
مین دل مجروح اور یہ چشم گریان لیچلا

دیکھ بیدم اشتیاق دید بھی کیا چیز ہے
مجھسے زار و ناتوان کو پا بہ جولان لیچلا

حلقۂ بگوش گیسوے خمدار ہوگیا
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہوگیا
موقوف ایک حضرت منصور پر نہین
سر جس نے دیدیا وہی سردار ہوگیا
ساقی نے آکے ستو مین اک دھوم ڈالدی
زاہد کا گھر بھی خانۂ خمار ہوگیا
قاتل تو اپنی تیغ کا صدقہ اوتار لے
سر ابتو مجکو تن پہ گرانبار ہوگیا

لیجے نصیب حضرت بیدم کے کھل گئے
سنتے ہین آج وصل کا اقرار ہوگیا

پینے سے کام ملے پیر خرابات نہ مجھے
تیرے میخوارونکا صدقہ تیری خیرات مجھے
کام ہے اشک بہانے ہی سے دن رات مجھے
ابتو ہر فصل مین ہے موسم برسات مجھے
ہاے ناکامی قسمت نے کہان سے پھیرا
لیکے آیا تھا جہان شوق ملاقات مجھے
صبح ہونے ہی نہ دون لاکھ قیامت ہوجاے
ہاتھ آجاے اگر وصل کی اک رات مجھے
درد دل سوز جگر حسرت و حرمان قلق
حضرت عشق نے بھیجی ہے یہ سوغات مجھے
جب نظر آمین ترے عارض و گیسو وارث
دن ہے عید اور شب قدر ہے وہ رات مجھے

آپکی دید کا کس منہ سے میں ارمان کرون
کوچۂ یار میں جنت کی صلاحیں زاہد
میں وہ میکش ہون کہ جب ملگئی پی لیتا ہون

یاد ہین طور کے انداز ملاقات مجھے
بخشی بخشی اے قبلۂ حاجات مجھے
اچھین آتی نہیں پابندی اوقات مجھے

قصۂ وامق و فرہاد میں بھولا بیدم
جب سے معلوم ہوے ہیں تیری حالات مجھے

وہ دن کہاں اب ہمنشین جب ہم تھے محفل کی جلا
تو جا کہ بزم عشق میں ہم غمزدوں کا کام کیا

اینو عذاب روح تو نام بہار جانفزا
دلگیرم از بزم طرب غمخانہ باید مرا

من عاشق دیوانہ ام ویرانہ باید مرا

ناحق یہ اہل عقل سب کرتے ہیں مجھسے رد و کد
اَلْحَسَنَۃُ عَلٰی اِحْسَانِہٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الصَّمَد

میری نظر میں ایک ہے اپنو خیال جز و دم
از دولت عشق جنون آزادم از قید خرد

اکنون برائے بیدمی دیوانہ باید مرا

ہم غمزدوں کی موت کیا اور کیا ہماری زندگی
بیدم ہیں اور زندہ ہیں ہم کیا تو ہی کیا زندگی

بس ہجر کی شب ختم ہو اور وصل کا دن زندگی
بے صحبتی شیرین لبی تلخ است برمن زندگی

از جان بہ تنگ آمدم جانانہ باید مرا

ذرا سی پیالی میں کر دے زیادہ
کہاں لیلی وحشت اور کی گلی سے
نہ کیون قبر میں پاون پھیلا کر سوون

سلامت رہے تیرا مینا و بادہ
یہ بیٹھے بٹھائے کہاں کا ارادہ
کہ آرام ہے یان تو گھر سے زیادہ

مبارک مبارک بہار آئی ساقی
جمے بزم رندان چلے دور بادہ
محبت ہی مذہب محبت ہی مشرب
یہی خاندان اور یہی خانزادہ
اونھیں کیطرف سب چلے جارہے ہیں
کوئی شہسوار اور کوئی پاپیادہ

سمجھ ایک دو دن کا رونا ہے بیدم
ارے زندگی ہی گذر جائے سادہ

تو پیر مرشد نے دہوکا دیا ساری خدائی کو
جناب شیخ ہم سمجھے تمہاری پارسائی کو
زمانہ پھر گیا پھر جائے پر تو تو ہمارا ہو
تری خاطر سے اک بت ہمنے چھوڑا ہے خدائی کو
مری مشکل میں آڑے ہے آئی آسان کر دیجے
ذرا میں بھی تو دیکھوں آپکی مشکلکشائی کو
خدانے دل دیا تھا صدقے کرنیکو حسینوں پر
جبیں پیدا ہوئی تھی آنکے در پہ جبہ سائی کو

بجائے تاج ظل وارثی سر پہ ہے اے بیدم
شہنشاہی سمجھتا ہوں میں اس در کی گدائی کو

یاد آکر مجھے آئے گئے جانان تمنے
کر دیا اور پریشان کو پریشان تمنے
چھیڑ دی خلد کی اے حضرت رضوان تمنے
کبھی دیکھا ہے مدینہ کا بیابان تمنے
کس لئے دیوانہ کیا۔ مجکو مری جان تمنے
تمنے محبوب خدا اے شہ خوبان تمنے
تیر کو دل سے نکالا تو وہ ہنسکر بولے
کیوں جی دو روزہ بھی رکھا نہ مہمان تمنے
فتنے رفتار کی لینے کو بلائیں اوٹھے
وہ چلی چال مرے سرو خرامان تمنے
نہ فلک سے مجھے شکوہ نہ رقیبوں سے گلا
کھو دیا مجکو مرے حسرت ارمان تمنے

جارہے ہین مرے ارمان وہین لانیکے لئے — ایسے دیکھے ہین کہین بے سر و سامان تمنے
صبر و مظلومی و مسکینی و جانبازی کا — خاتمہ کر دیا اے شاہ شہیدان تمنے

منفعل
جان پر کھیلنا

وہ چلے آتے ہین ممنون تمنا بیدم
دیکھیو دیکھئے ہون گر بندۂ احسان تمنے

[illegible]

نبی پیش نظر ہین قلب مین خالق کا جلوہ ہے — مری آنکھین مدینہ اور میرا دل ہی کعبہ ہے
یہ طوبیٰ جسکی شہرت ہے تری گلشن کا پودا ہے — یہ جنت جسکے چرچے ہین ترے روضے کا نقشہ ہے
تجلی میری آنکھون کی ترے عارض کا پرتو ہے — یہ جلوہ گاہ ہے تیری یہ جلوہ تیرا جلوہ ہے
کوئی پردہ نشین ہے جلوہ فرما خانۂ دل مین — خیال وصل مت آنا ابھی پردہ ہے پردہ ہے

یہ مانا زشتیٔ عصیان سے خستہ حال ہے بیدم
خدایا رحم کر آخر تو وہ تیرا ہی بندہ ہے

تضمین بر رباعی حضرت فردؔ

ہر گھڑی جاری ہے آنکھون سے لہو — رٹ لگی ہے یار کو آن یار کو
سر مین چکر دلمین درد آرزو — اے مسیحا جان من بیمار او

سود مندم یک نگہ دیدار او

ہے بیان اپنا سر تسلیم خم — ہم ہین اور محراب ابروی صنم
تو ہی جا بیدم سوے بیت الحرم — فرد را چہ حاجت خلد و ارم

راحت اندر سایۂ دیوار او

تیور چڑھائے اوس نے میرا جی دہل گیا
انکار وصل سنکے کلیجا نکل گیا

تو پھر گیا تو ساری خدائی پلٹ گئی
تیری نظر کے ساتھ زمانہ بدل گیا

صد شکر دم نکلنے سے پہلے تم آگئے
حسرت نکل گئی مرا ارمان نکل گیا

چسکا تھا میکشی کا لڑکپن سے شیخ کو
جب میکدے کے سامنے آیا مچل گیا

دل بوند بھر لہو سے مگر اوس میں آپ ہیں
اللہ رے ظرف قطرہ کہ دریا نکل گیا

محشر میں بھی وہ آئے اوسی آن بان سے
گیسو کا خم گیا نہ وہ ابرو کا بل گیا

پاس ادب ضرور ہے منصور ہوش کر
یہ بیخودی میں منہ سے ترے کیا نکل گیا

اپنی خبر نہیں ہے نہ ہو یہ تو ہوش ہے
ساقی نے جب کہا کہ سنبھل میں سنبھل گیا

بیدل کل بھی حضرت بیدم پھر آئے
آپ آ گئے تو آج مرا جی بہل گیا

تضمین

چلے تھے یوں تو دل ناتواں پہ وار کئی
مگر نگاہ کی برچھی جگر کے پار گئی
ستم تو یہ ہے کہ کی دل کے ساتھ اور بھی
درون سینہ من زخم بے نشان زدی
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدی

کراہتا ہے کبھی اس درد سے دل پرغم
مقام رحم ہے اے رشک عیسی مریم
کہ آہ آہ کے نالوں سے تنگ ہے بیدم
کجا روم بہ کہ گویم بگو چہ چارہ کنم
کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدی

جستجو کرتے ہی کرتے کھو گیا
اونکو جب پایا تو خود گم ہو گیا

کیا خبر یاران رفتہ کی ملے
پھر نہ آیا اوس گلی مین جو گیا

جب اوٹھایا اوس نے اپنی بزم سے
بخت جاگے پانون میرا سو گیا

مجکو ہی کھوئے مجھے دل کی تلاش
اور وہ کہتے ہین کہ جانے دو گیا

خیر ہے کیون اسقدر بیتاب ہین
حضرت دل آپ کو کیا ہو گیا

وہ مری بالین سے آکر پھر گئے
جاگ کر میرا مقدر سو گیا

آج پھر بیدم کی حالت غیر ہے
مسیں شو لینا ذرا دیکھو گیا

ملتے ہی آنکھ بول اوٹھی تصویر دیکھیے
جادو بھری نگاہون کی تاثیر دیکھیے

چہرہ ہے شرح سورہ والشمس تو یہ زلف
واللیل اذا سجیٰ کی ہے تفسیر دیکھیے

مین آپ ہی کے نام کو رٹتا رہا دن رات
شاہد ہین اسکے نالۂ شبگیر دیکھیے

آئینہ خانے مین متحیر ہے چشم شوق
تصویر دیکھیے کہ یہ تنویر دیکھیے

آوارگان عشق کا کیا پوچھتے ہو گھر
یہ طوق ہے یہ حلقۂ زنجیر دیکھیے

بننے کو لاکھ بنئے مگر دل مین فرق ہے
بل کھا رہی ہے زلف گرہ گیر دیکھیے

بیدم غبار بنکے رہا کوئے یار مین
مٹی مین مل کے پائی ہے جاگیر دیکھیے

تضمین

میں کیا بتاؤں کہ تم کیا ہو یا حبیب اللہ
حسین جمیل ملیح و وجیہ ظل اللہ
ہو بدر چہرہ تو واللیل ہے یہ زلف سیاہ
قدرت کلام کلیم رخصت کلام اللہ

چہ خط چہ رخ چہ جبین لا الہ الا اللہ

چھوٹیگا ہمسے نہ تا حشر گوشۂ مشہد
کہ جان دیکے یہ پائی ہے دولت سرمد
عبث علاج میں بیدم کے ہے یہ جد و کد
قتیل خنجر عشق تو بر نمی خیزد

اگر مسیح بگوید کہ قم باذن اللہ

مل گئے جب تو فرق ہی کیا تھا
دریا قطرہ تھا قطرہ دریا تھا
ہوش میں آ گئے جناب کلیم
پونچھ لو اب کہ جلوہ کیسا تھا
حال منصور و دار کیا کہئے
حد سے بڑھنے کا یہ نتیجا تھا
آپ جو چاہیں مجھکو کہہ لیں
ورنہ دشمن کا حوصلہ کیا تھا
کون مجھ مست کا تھا روز الست
ایک ساقی ترا بھروسا تھا
خوب کھلکر لہو پیا میرا
خنجر ناز کب سے پیاسا تھا

وہ ہی بیدم تھا آپ پہچانے
چپکا بیٹھا جو منہ کو تکتا تھا

فروغ حسن رخ بوتراب کیا کہنا
حضور وارث عالیجناب کیا کہنا
تجھ ایک چاندنے لاکھوں کے گھر کئے روشن
میں صدقے جاؤں مرے ماہتاب کیا کہنا
ادھر نقاب اٹھی اور ادھر نثار ہوا
صدا آفریں دل خانہ خراب کیا کہنا

Scanned with CamScanner

جناب عشق کی تعلیم ہی نرالی ہے
سبق انوکھا انوکھی کتاب کیا کہنا

نہ اونکے دامنِ زین سے جدا ہوا بیدمؔ
غبار بنکے رہا ہمرکاب کیا کہنا

تضمین

وہ مہ جبین خدا کے حبیب خاص نبی
وہ ہاشمی و قریشی جوان مطلبی

وہ جنکو دیکھ کے ہوتی کو تاب ہی نہ رہی
ربود عقل و دلم را جمالِ آن عربی

درونِ غمزہ مستش ہزار بوالعجبی

کہیں سنی نہیں سرجوش ایسی مے خواجہ
پلائے جام مجھے جسکے پے بہ پے خواجہ

حواس ہوش اوڑا لیگئی وہ شئی خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ

کنون کہ مستِ خرابم صلائے بے ادبی

سنتے ہیں کہ محشر میں پھر جلوہ گری ہوگی
کیا شاخِ تمنا پھر اکبار ہری ہوگی

اقسام شرابونکی مت پوچھ پلائے جا
میخانے میں تیری تو ہوگی کھری ہوگی

اک جام کے پیتے ہی ہوش اوڑنے لگے میرے
یہ مئی تو نتھی ساقی شیشے میں پری ہوگی

پی لی ہے بہانیکو کچھ میرے سنانیکو
منہ سے وہ ہی نکلیگی جو دل میں بھری ہوگی

اک جامۂ ہستی کے سو تار ہوئے بیدمؔ
کیا کوئی سیئے اسکو کیا بخیہ گری ہوگی

مجھی سے پوچھتے ہو میں ہی بتلاؤں کہ کیا ہو
تجلی طورِ سینا کی مرے گھر کا اوجالا ہو

مسلمان نا مسلمان گبر ہو کافر ہو ترسا ہو
وہی اچھا ہے ایمان جو تری نظروں میں اچھا ہو

تمہارا تو ادا سے مارنا بھی زندہ کرنا ہے
کسی کا کوئی عیسیٰ ہو مری تو تم مسیحا ہو

میں خوش ہوں ہجر کی ساری بلائیں میرے سر جانِ من
مگر اے گیسوئے جاناں نہ تیرا بال بیکا ہو

ذرا کچھ اور بھی ہمت نکل جائے مری حسرت
وہ آتا ہے نظر باب اثر اے ناتواں آہ ہو

کسی کی نیم چشم نظروں نے کیا کار مسیحائی
انوکھی بات ہے بیمار سے بیمار اچھا ہو

کیے لئے کہدیا تم بے نقاب آؤ قیامت میں
کسے منظور تھا اور حشر میں اک حشر برپا ہو

میں کہہ سکتا ہوں لیکن آپ پر اسکو نہ کھلوائیں
سمجھ لیں آنکھوں ہی آنکھوں میں جو میری تمنا ہو

وہ سنکر شکوۂ ظلم و ستم جھنجھلا کے کہتے ہیں
کریں گے کب کہا تھا ہم حسیں ہیں تم ہمیں چاہو

تمہاری جستجو جس جس جگہ لیجائے جائینگے
ہمیں اس سے غرض کیا ہے وہ کعبہ ہو کلیسا ہو

وہ دلداری کا وعدہ کرتے ہیں بصد ہم قسم کھا کر
تصدق کر دو تم بھی جان کو اب دیکھتے کیا ہو

تضمین

نظر میں پھرتی ہے ہر وقت سادگی اونکی
پری کا سایہ ہے مجھ پہ نہ جن کی آنکھ پڑی

عمامہ سبز ردا نور کی عبا نیچی
ربود عقل و دلم را جمال آں عربی

درون غمزۂ مستش ہزار بوالعجبی

سنی تھی عالم میثاق میں جو نئے خواجہ
نہ عقل ہے نہ خرد ہے نہ ہوش ہے خواجہ

بھری ہے کانوں میں ابتک وہی لَے خواجہ
ہزار علم و ادب داشتم من اے خواجہ

کنون کہ مست و خرابم بھلا سے بے ادبی

پہلے شرما کے مار ڈالا	پھر سامنے آکے مار ڈالا
ساقی نہ پلائی تو نے آخر	ترسا ترسا کے مار ڈالا
عیسیٰ تجھے تو مرنے ہی نہ دیتا	تو نے تو جلا کے مار ڈالا
بیمار الم کو تو نے ناصح	سمجھا سمجھا کے مار ڈالا
خنجر کیا فقط ادا سے	تڑپا تڑپا کے مار ڈالا
یاد گیسوئے ہجر کی شب	الجھا الجھا کے مار ڈالا
فرقتین ترے غم و الم نے	تنہا مجھے پا کے مار ڈالا
خنجر نہ ملا تو اوس نے بیدم	آنکھیں دکھلا کے مار ڈالا

تضمین

اسی نظر نے نکالی ہے ڈوبتی کشتی	انہیں نگاہوں سے بگڑے ہوؤں کی بات بنی
گر کسی سے نہ کی تھی جو تیرے ساتھ دین کی	درون سینۂ من زخم بے نشان زدی

بحیرتم کہ عجب تیر بیکمان زدی

حریم خاص کے پردونکو تھام کر بیدم	عجیب درد سے کرتا ہے نالۂ پُر غم
فغان یہ ہے کہ حبیبی و سید عالم	کجا روم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدی

کسی کے کاکل و رخ پر نثار ہم بھی ہین	شکار گردش لیل و نہار ہم بھی ہین

نسیم صبح لے چل مین بھی ساتھ اپنے
کہ تیری طرح غریب الدیار ہم بھی ہین

یہ عین وصل مین مرغ سحر نے کیا کہدی
وہ آب دیدہ ہین اور اشکبار ہم بھی ہین

نگاہ گرم سے اے آفتاب حشر نہ دیکھ
غلام وارث گردون وقار ہم بھی ہین

بھلوں کے بعد بروں پر بھی اک نگاہ کرم
کہ تیرے بندۂ نعین پروردگار ہم بھی ہین

دراز دست کرم جب ہوا غریبون پر
تو بول اوٹھا دل امیدوار ہم بھی ہین

شراب پیتے ہین لیکن نہ اس طرح بیدم
کہ بہکین اور کہین بادہ خوار ہم بھی ہین

تضمین

ہر اک اہل دل آج با چشم پرنم
یہ کہتا تھا بکتے ہین بازار مین ہم

جو تو مشتری ہو تو اے جان عالم
نہ ہوکب سنانت جگر سیفی و شم

ہو تیغ ادا سے تو سر سیفی و شم

سنو جب نہ بیدم کی تم بندہ پرور
تو پھر کہئے کس سے کہے دل کی جا کر

کہان جائے اب چھوڑ کر آپ کا در
اسیری زیر پرواز گلزار بہتر

بکنج قفس بال و پر سیفی و شم

اوٹھائے کون سوا تیرے اور ناز مرے
ہے کون میرا بجز تیرے بے نیاز مرے

پلا دے خیر تری ساقئ حجاز مرے
سخی مرے مرے داتا گدا نواز مرے

وہ آ گئے جنہین اک کھیل ہے جلا دینا
جب اوٹھ کے گئے مری بالین سے چارہ ساز مرے

الٰہی بارگہِ احمدی میں شام و سحر
سلام اور تب ہوں مجرے بعد نیاز مرے
کبھی نہ صحبت دوران سے تر کیا دامن
صد آفرین تجھے اے درد پاکباز مرے
خدا رکھے تجھے اے ابل کہ تو غنیمت ہے
ترے ہی دم سے ہیں یہ ساری سوز و ساز مرے

نبی اور آل نبی کا ہوں مدح خوان بیدم
سفینے جاتے ہیں سب جانب حجاز مرے

تضمین

پریشانہ روش بھولے ہوئے بالاقی و پستی
ارے ایسی بھی ہوتی ہے کسی کو پی کو بدمستی
سنی بھی اور نہ دیکھی آج تک ایسی زبردستی
گرفتی شیشۂ دل را شکستی باختی رفتی

صدا ہا می شنیدم جابجا انداختی رفتی

تری الفت کو یہ دیکھیں نہاں ہیں کلفتیں بیحد
ملا کر خاک میں بیدم کو بیٹھا ہے سر مرقد
ابھی بھولے نہیں ہم قصۂ منصور اور سرمد
محبت اینچنین عاشق نوازی اینچنین باید

زدی کشتی شکستی ریختی انداختی رفتی

کہا تھا تیغِ ادا بے نیام ہو جائے
نہ یہ کہا تھا کہ یوں قتل عام ہو جائے
جو پاس آنے سے نفرت ہے مجھ غریب کے پاس
تو دور ہی سے کسی دن سلام ہو جائے
اوگا ہے سبزہ اسی آرزو میں تربت پر
کہ اس طرف سے کوئی خوش خرام ہو جائے
سحر ہو شب سے مگر یاد روئے جاناں میں
خیال گیسوئے شبگوں میں شام ہو جائے
امید وصل پہ جینے تو دل لگایا تھا
نہ یہ غرض تھی کہ جینا حرام ہو جائے

زمانہ قبلہ و کعبہ کہے تجھے ساقی — یہ میکدہ ترا دارالسلام ہوجائے
میں اون سے شکوہ کروں ور دو مجکو جھلا دیں — اسی میں روز قیامت تمام ہوجائے
یہ میکدہ میں ہوئی خراب ستون کی — جو شیشہ سنگ سے بھی ٹوٹے تو جام ہوجائے

وہ آئیں آئیں نہ آئیں تو جان دو بیدم
یہ روز روز کا قصہ تمام ہوجائے

تم جانِ مصطفےٰ ہو بندہ نواز وارث — جانانِ مرتضیٰ ہو بندہ نواز وارث
بگڑی ہی بنانیوالے مردے جلانیوالے — میں کیا کہوں کہ کیا ہو بندہ نواز وارث
اچھا ہوں یا برا ہوں جیسا ہوں آپکا ہوں — اب تو مجھے نبا ہو بندہ نواز وارث
حسنین کا تصدق خیر النسا کا صدقہ — بخشو کچھ عطا ہو بندہ نواز وارث

جانان حبیب دلہا دارو ے دردمندان
بیدم کا مدعا ہو بندہ نواز وارث

ہمکو تری جستجو نے کھویا — یا حسرت و آرزو نے کھویا
رکھا نہ کہیں کا ہاے مجکو — اے اونکی تلاش تو نے کھویا
سن لو ارنی پہ لن ترانی — موسیٰ تجھیں گفتگو نے کھویا
اے گوہر قلزم وفا دل — تجکو تری آبرو نے کھویا
بیدم روزی کوئی حد ہے — ہر وقت کی ہاو ہو نے کھویا

کثرت میں جو سمجھا ہے کہ وحدت ہی نہیں ہے — وہ واقف اسرار حقیقت ہی نہیں ہے

تم آئے تو وہ رنگ طبیعت ہی نہین ہے
بیمار محبت کی وہ حالت ہی نہین ہے

اللہ کے ہوتے ہوئے بندونکی پرستش
اے مرد خدا کیا تجھے غیرت ہی نہین ہے

مین ہون مرا ارمان وہین اونکی حیا ہے
خلوت مین بھی تقدیر سے خلوت ہی نہین ہے

پڑ رہنے کو مل جائے جو وہ سایۂ دیوار
پھر خلد مین جانیکی ضرورت ہی نہین ہے

سر رکھدیا خود جھکے تری تیغ ادا پر
کیا اب بھی مجھے شوق شہادت ہی نہین ہے

مصروف جفا ہین کبھی مشغول ستم ہین
جب جائے ستمگی نہین فرصت ہی نہین ہے

پورا ہو جو عاشق کا وہ ارمان ہی کیا
جو دل سے نکل جائے وہ حسرت ہی نہین ہے

کسطرح نظر آئین ترے حسن کے جلوے
مجبور ہے زاہد کو بصیرت ہی نہین ہے

غصے مین چلے آئے ہین وہ قتل کو میرے
اسوقت اونھین پاس نزاکت ہی نہین ہے

طومار تھے شکوون کے ابھی حضرت بیدم
وہ آئے تو کچھ حرف و حکایت ہی نہین ہے

جو کل تھے وہ آج آپکی صورت ہی نہین ہے
وہ پھول سے رخسار وہ نگہت ہی نہین ہے

تنہائی خیالات پریشان۔ الم و درد
اک جان کی لیوا شب فرقت ہی نہین ہے

انداز و ادا ناز و کرشمہ ہی بلا ہے
کچھ موہنی ظالم تری صورت ہی نہین ہے

جب آتے ہو کر جاتے ہو تم حشر کا وعدہ
یہ کیا ہے جو ہر روز قیامت ہی نہین ہے

جو اشک ان آنکھون سے گرا ہے ترے غم مین
اوس گوہر نایاب کی قیمت ہی نہین ہے

کیونکر مین نہین کو ترے جانب سے سمجھ لون
انکار کریونگی تو عادت ہی نہین ہے

جب اُن سے بیان کیجئے تکلیف جدائی
رسوا نہ کہیں بند کرو حضرتِ واعظ
جز خاکِ درِ یار ہو اکسیر کا طالب

کہہ دیتے ہیں یہ شرطِ محبت ہی نہیں ہے
کیا دخترِ رز صاحبِ عصمت ہی نہیں ہے
واللہ وہ بیمارِ محبت ہی نہیں ہے

خطاب ہے
کسی اور [illegible] کا

جب روزِ ازل ہی سے میں سرشار ہوں بیدمؔ
پھر پینے کی تا حشر ضرورت ہی نہیں ہے

نہ پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں
نہ خواہش ارم کی نہ پروائے جنت
ہوس کیمیا کی نہ اکسیر چاہوں
نہ دنیا نہ اسبابِ دنیا کو چاہوں

تمہیں کو حبیبِ خدا چاہتا ہوں
تمہاری گلی میں رہا چاہتا ہوں
غبارِ درِ مصطفےٰ چاہتا ہوں
الٰہی ترا آسرا چاہتا ہوں

حبیبِ خدا تم کہو اون کو بیدمؔ
خدا جانے میں کیا کہا چاہتا ہوں

بلبلا جوشِ تلاطم میں مٹا جاتا ہے
جا چکے صبر و سکوں لے تو اے شوقِ وصال
ہجر میں ہے کشش دل کی بھی اولٹی تاثیر
دل ہے مسرور کہ سب حسرت و ارمان نکلے

خوب مٹنا ہے کہ دریا سے ملا جاتا ہے
تو ہی کیوں خانۂ ویران میں رہا جاتا ہے
کھینچتا اونکو ہے اور آپ کھچا جاتا ہے
مجھکو غم ہے کہ تڑپنے کا مزا جاتا ہے

یوں تو بیدمؔ کو افاقہ نہیں ہوتا غش سے
آپ آتے ہیں تو کچھ ہوش میں آجاتا ہے

خوشی کے ساتھ تحیّر بھی کچھ نگاہ میں ہے
کلیم خیر سے کیا آج جلوہ گاہ مین ہے

نہ کوئی مہر مین خوبی نہ حسن ماہ مین ہے
بھلا وہی ہے جو بھلا آپکی نگاہ مین ہے

چرا نہ آنکھ نظر چار کر مین دیکھون تو
مجھے ہے شبہہ مرا دل تری نگاہ مین ہے

ہوے ہین دفن یہان کشتگان حسرت دید
سنبھل کے چلیے کہ آنکھونکا فرش راہ مین ہے

مین سو رہا ہون تصور مین وصل جانان کی
نصیب ہے کہ وہ بیدار خواب گاہ مین ہے

کسی کی زلف مین ہوتی تو حسن کہلاتی
یہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ مین ہے

عدو بھی مین ہون حیا بھی ہے شوخیان بھی ہین
زمانے بھر کی سمائی تری نگاہ مین ہے

مین کیا بتاؤن تمھین حال رفتگان عدم
کوئی ہے زینت منزل تو کوئی راہ مین ہے

تعینات سے گذرے تو یہ نظر آیا
جو ذرے مین ہے وہی جلوہ مہر و ماہ مین ہے

ہزار کرتی ہے مایوس بے رخی تیری
امید عفو مگر چشم عذر خواہ مین ہے

اثر ملے تو اوسے دے کے لے رسید اسکی
ہمارا نامۂ غم جیب پیک آہ مین ہے

مرا رہا تو حقیقت ہی کیا مرے دل کی
بس ایک چیز ہے جب تک تیری نگاہ مین ہے

ذرا لیا کوئی احسان جھک گئی گردن
میرے لئے تو یہان بار کوہ کاہ مین ہے

کس ایسے نور کے پتلے سے لڑ گئی ہے نظر
کہ آفتاب بھی ذرہ میری نگاہ مین ہے

وہ کہہ رہے ہین مرے دل کی اضطرابی پر
کہ مدعی سے بھی تیزی سوا گواہ مین ہے

سنا ہے حضرت بیدم نے آج توبہ کی
خوشی شیوخ مین ہے دھوم خانقاہ مین ہے

— درد دلی

اک قطرہ آب ہے تو یا بوند بھر لہو ہے
اے اشک پر تجھی سے آنکھوں کی آبرو ہے

اے مدعی وحدت یہ مادمن کہان کی
یا کہدے مین ہی مین ہون یا کہدے تو ہی تو ہے

مینا نے کیا کہا ہے ساغر سے جھک کے ساقی
کچھ میری ہی شکست توبہ کی گفتگو ہے

پژمردہ ہی سہی مین لیکن گروہ گل ہون
کملانے پر بھی اب تک مجھ مین وفا کی بو ہے

ہم اونکے ڈھونڈنے مین خود گم ہوے ہین بیدم
اونکی تلاش گویا اپنی ہی جستجو ہے

اللہ رے فیض ایک جہان مستفید ہے
ہر مست میرے پیر مغان کا مرید ہے

واعظ عبث یہ ذکر عذاب شدید ہے
اک توبہ قفل رحمت حق کی کلید ہے

وحشت نے ہو جو جامۂ حنا کی بنا دیا
اے عقل اب یہ کام ہے کی قطع و برید ہے

اے رہروان جادۂ الفت بڑھے چلو
یہ کس نے کہدیا ہے کہ منزل بعید ہے

کوثر سے کیون نہ تیز ہو تباون شراب عشق
میخانۂ ازل کی یہ پہلی کشید ہے

کیونکر نہ قرب حق کی طرف دل مرا کھنچے
گردن اسیر حلقۂ حبل الورید ہے

اب جام جم کی مجھکو ضرورت نہین رہی
وہ دل ملا ہے جسمین دو عالم کی دید ہے

واللیل ہے کہ زلف معنبر حضور کی
یہ روے پاک ہے کہ کلام مجید ہے

ہلکی سی اک خراش ہے قاصد کے حلق پر
یہ خط جواب خط ہے کہ خط کی رسید ہے

شیشے کا معتقد ہے ارادت ہے جام سے
کس جی سے مے فروش کا بیدم مرید ہے

عدو سے کیجیو لونگی یہ آبرو نگاہ میں ہے
کہ ایک پھول اوسیکا تری کلاہ میں ہے

وہ تیر ہے دل میں جو کرتا ہے میرے دلکو تباہ
جو خون رولاتی ہے صورت وہی نگاہ میں ہے

بلا سے مارے گرائے اوٹھائے مست کرے
میں وہ نہیں کہ سدھے یہ تاثیر جس نگاہ میں ہے

جو دل سے نکلے تو شعلہ کہو شرار دکھو
نہین تو آہ مین کچھ تیز واہ واہ مین ہے

تمام دین چھٹکے لٹے کاش لذت دیدار
یہ ایک بانکا سا پردہ جو جلوہ گاہ مین ہے

تمنا میری کہ خطا کیوں نہیں ہوئی مجھسے
مین بےگناہ ہوں تعزیر اس گناہ مین ہے

امان مین غیر بولا وہ مقابلہ ہو جائے
کہ امتحان وفا آج قتل گاہ مین ہے

کسی کو دل سے کیا زندہ تو کسی کو ہلاک
عجیب طرح کی تاثیر اوس نگاہ مین ہے

ہمیں کس سے غائب ہے لنترانی گو
تمہارے ساتھ کوئی اور جلوہ گاہ مین ہے

سنبھل کے منزل الفت کو طے کرو بیدم
کہ تخزہ لغزش تاب کا سیل راہ مین ہے

کبھی گیسو کے کبھی عاشق رخسار رہیے
کبھی کافر رہیے ہم اور کبھی دیندار رہیے

اونکی محفل مین جو بیٹھین تو لگے تہمت ضبط
بات اگر منہ سے نکل جائے تو الوار رہیے

برسون میکدہ مین رکھا تجنت نے ساغر کیلئے
بیٹھکر در پہ ترے لغزش پیکا رہیے

تو تری راہ مین گم ہو وہی پا جائے تجھے
سر جو سولی پہ چڑھا بات وہ کیا خوار رہیے

تن تو دنیا کے سرشار بہت کم دیکھیے
یون تو کم ظرف بہت پیر و زاہد میخوار رہیے

تذکرۂ عشق و محبت کا نہ پوچھو بیدم
سو دفعہ کہتے ہیں اس راہ مین سو بار رہیے

Scanned with CamScanner

تضمین بر غزل مولانا شافی

یہ کیا ستم ہے کہ ہم چھپ گئے یوں صورت سوسن
یہ خون ، آوارہ ہے جیسے کسی کی پیرہن جیون
شمیم زلف نے کیسی کی آ کے اڑا دی از ہمن
نگاہ کیسے ملین یار کے آتش زدہ ہیں تن

برنگ برق تما طف سوخت مشت استخوان من

دوا میں حسرت و ارمان ہے بے آبادی غربت
مدد کا وقت ہے اے خضر منزل ہادی غربت
سراپا مجلی صورت نگہی ہے شادی غربت
فنا دم بیکسی بے آشنا در وادی غربت

جدا شد ہر یکے از ہمرہان و ہمزبان من

خیال لف میں جب بیٹھے جی مرا الجھا
بسر کی دشت غربت میں یہ وہ کس طرح تنہا
تو ہی ہے کرم کیا جینے پہ واللیل اذا یغشی
بجز آہ آتشین و گریہ ہائے نیم شب حاشا

نیاید کس برائے پرسش سوز نہان من

احبا تو گئے سب بھاگ ۔ اللہ حافظ و ناصر
اندھیری رات بیابان میں تنہا کیا کروں آخر
مدد کر جذب دل اپنے ثبات عزم کی
نہ آواز جرس نے نقش پائے رہروان ظاہر

کہ بنماید نشان یار نے نام و نشان من

مری غربت پہ خون روتی ہے سیاہ بیکسی میری
غریق بحر اندوہ و الم ہے زندگی میری
اُداسی دیکھ کر کہتے ہیں ہے آزردگی میری
مدد یا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری

امیر کشور عرفان شہ ہندوستان من

نہ روا دور خزان صورت شبنم مجکو
صحن گلزار نہ کردے صف ماتم مجکو

خسرو ملک سلیمان تو ہو اے دردوست
ذرہ اوس کوچے کا ہے نیر اعظم مجکو

مارے لیتے ہین پریشان سگے وحشی ہین
یاد آآ کے ترے گیسوے پرخم مجکو

میکدہ کعبہ و مسجد ہو در باب اکرام
ساقیا جرعۂ مے ساغر زمزم مجکو

مدتون دل مین رکہا راز محبت پنہان
تمنے رسوا کیا اے دیدۂ پرنم مجکو

ٹہیرون یار کے کوچے مین ذرا دم لیلون
نہین دیتے گردش ایام کوئی دم مجکو

بلبل زار کو ہے دل کے تئین ہی گلزار
تو نہ ہو جس مین وہ جنت ہے جہنم مجکو

خوب رویا ہون شب ہجر گلے مل مل کر
مین ترے غم کے لئے اور ترا غم مجکو

زخم دل کے لئے کافی ہین سنان و نشتر
انکے ہوتے ہوے کیا حاجت مرہم مجکو

گردش چرخ لئے جاتی ہے طیبہ سے مجھے
اب بچا لیجئے یا سید عالم مجکو

میٹھے میٹھا اے دوا دینے سے حاصل کیا ہو
نہین سنا دیتے ہو افسانۂ بیادم مجکو

نہ ریجہین گے حوران جنت پہ ہم
مگر آپ چاہین تو اے شاہ عالم
نہ سامان فردوس پہ جان دین ہم
بنوک سنان جگر سیفروشم
بہ تیغ ادائے تو سر می فروشم

عجب دام گیسو مین ہے پیچ و خم
پکارا یہی مرغ دل کی طرح ہم
ز بیداد ہم ہے کیا جو پہنسا مین آکر
اسیری ز بیداد گلزار بہتر
بہ کنج قفس بال و پر می فروشم

وہی بنا ہے دوست دل کا مدعا ہو کر
قطرہ یوں تو قطرہ تھا پر جو بحر تک پہونچا
یہ تو خوب بنا ہے گویا ماہ سبا نہ ہو
کیوں سرور بنا مگر پیر ہے پہ پینو نہیں

درد کیوں بنا ظالم درد کی دوا ہو کر
ہو گیا خدا جانے پھر تو کیا سے کیا ہو کر
جاؤ اور یوں جاؤ روٹھ کر خفا ہو کر
آ بسو مرے دل میں درد لا دوا ہو کر

انقلاب حالت پر کیوں نہ مجکو حیرت ہو
وہ کرے وفا بیدم بانی جفا ہو کر

وہی قصر وہی گلزار بھی ہے جو وہ یار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
گل و غنچہ ہے فصل بہار بھی ہے وہ نگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
وہی دل وہی دیدہ و عقل و خرد وہی حسرت و یاس امید و قلق
وہی گردش لیل و نہار بھی ہے جو قرار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
کبھی سسکتے ہیں اور کبھی آہ و فغاں کبھی درد جگر کبھی سوز نہاں
دل غمگین اور غم یار بھی ہے غمخوار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
وہی تخت تجمل مسند جم وہی ماہی مراتب جاہ و حشم
وہی قصر وہی دربار بھی ہے سرکار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
وہی بیدم خستہ جگر بھی سہی۔ وہی شعل کلیم نظر بھی سہی
وہی طور وہی طومار بھی ہے۔ دیدار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

سہرا بمسرت شادی جناب مولوی محمد ابو اللیث صاحب ابن شمس العلماء خان بہادر

حضرت مولانا شاہ محمد ابوالخیر صاحب فصیحؔ سجادہ نشین خانقاہ فتحی وزیری عم فیضہ

رخ نوشاہ پہ ہے سایۂ یزدان سہرا — جیسے بسم اللہ ہے زیب سر قرآن سہرا
ماہ چہرہ تو ضیا سے ہے مہ تابان سہرا — کیا ہی اوس رخ سے ہے دست و گریبان سہرا
کتنی دھن لائی ہین پھولونکا جو پریان سہرا — باندھ دے باندھ دے ای رشک سلیمان سہرا
قمریان صل علیٰ صل علیٰ کہنے لگین — دیکھکر آج ترا سرو خرامان سہرا
صدقے کرتے زلیخا کی طرح جان عزیز — بخدا لیتے جو ترا یوسف کنعان سہرا
نظر دیدۂ بد بین کی نگہبانی کو — خسرو حسن ہے نوشاہ تو دربان سہرا
پڑھکے گوندھا ہے ہر اک پھول پہ جو بار درود — کیون نہ ہو یمن و سعادات کا سامان سہرا
کیا یہ نوشہ کے سراپا کی بلائین لے گا — سر کا آتا ہے جو تا گوشۂ دامان سہرا
یہ لچکنا نہین پھولون کا ہے تحریک نشاط — شادی و عیش کا ہے سلسلہ جنبان سہرا
باندھے بیٹھا ہے جو شمس العلما کا فرزند — ہو مبارک سے یا حضرت جیلان سہرا
گل مضمون کا تو اک ہار بنا لے جدید — لائے ہین گلشن فردوس سے رضوان سہرا

سہرا بہنگام نشاط جلسۂ عقد عزیزی منشی محمد نعمت اللہ خان صاحب وارثی ابن عزیز دولہا جناب مولوی محمد امانت اللہ خان صاحب وارثی خیرآبادی کوتوال شہر نتیجۂ فکر مؤلف

نعمت اللہ پہنچکر ترے سر پر سہرا — کیا اتراتا ہے اللہ اکبر سہرا
بکھری جاتی ہین لڑین سہرے کی رخسار پہ نیر — موتی اور پھولونکی کرتا ہے نچھاور سہرا
بدھی شانے پہ چنایا وہین زیر غازہ — ناز کرتا ہے ترے سر پہ پہنچکر سہرا

جسنے دیکھا تجھے خوش ہو کے بلائیں لیلین — زیب دیتا ہی کچھ ایسا ترے رخ پر سہرا

بالئیں یہ تو نکالا ئینگی مگر ہم بیدم — لائے ہیں یہ در مضمون کا بنا کر سہرا

تو انوکھا ترا عالم سے نرالا سہرا — چاند ہے تو تو ہے تجھ چاند کا ہالا سہرا
بالئیں باندھ کے جب گائیں مبارکبادی — جنس کے نوشاہ نے شرما کے سنبھالا سہرا
نعمت اللہ ہے حضرت وارث کے طفیل — راس لائے تجھے اللہ تعالےٰ سہرا
اللہ اللہ یہ تجلی ترے سہرے کی نثار — عجب کیا چاند جو مقنع سے نکالا سہرا

موتی اور پھول کی لائے ہیں بہت سے بیدم — گوہر نظم کا اک تو بھی بنا لا سہرا

نعمت اللہ ترا ہی وہ انوکھا سہرا — نوشاہ جسنے نہ اس شان کا دیکھا سہرا
رشتہ اسکا نظر چشم خدا بیں کا ہے — پھولوں کی جا پہ جو انوار کا گوندھا سہرا
مہر انور ہے یا ماہ شب قدر ہی رخ — یہ شعاعیں نظر آتی ہیں ہیں یا سہرا
محو نظارہ ہیں کل اہل نظر کی آنکھیں — پھولوں کی سہرے پہ ہیں تار نظر کا سہرا

نعت احباب ہیں بیدم سبھی یہ دعا ہے — شادی ازہر ہی سے مبارک ہو ترا یا سہرا

باندھا نوشہ نے تو اک دھوم مچی سہرے کی — گویا نوروز کی ہے ایک گھڑی سہرے کی
سر اٹھاتا نہیں نوشاہ کی قدموں سے یہ کیوں — یعنی اعجاز ہی مشکل ہے اٹھی سہرے کی
بیاہ ہے نوشاہ ترے چاند سے رخسار ہی پہ — لیتیں بلائیں ہیں مسرت سے لڑی سہرے کی
یونہی نوشاہ کے بیٹے کا خدا دن دکھلائے — آج دکھلاتی ہے جس طرح گھڑی سہرے کی
نظر بد سے بچانے کے لئے دولہا کو — ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی
دیکھنے کے لئے موتی کی نظر ہو بیدم — مشعل نور ہے ایک ایک لڑی سہرے کی

چیتا بھاشا

سونی لاگے رے مہری نگریا ہو راماں   رے سونی لاگے مہری
پیا بیدم سوتن بس ہی لین۔ پھلوں مہکے رے مہری نگریا ہو راماں۔   سونی

تھرے کارن رے تلپے جیہروا ہو رامان — تھرے کارن رے

سنگ کی سہیلی سب پیرن لاگن رے۔ کالے کماوے رے نندن بیہرا ہو رامان تھرے

دیگر

سیان لے لین رے ہمری انٹریان ہو رامان

اپ ہو بیچ بیٹے ہمری ہوبت سے لے — ننددن چیوڑین نا ہمری بیہربان ہو رامان

دیگر

جھوٹ آوین رے مانو تو ریا ہو رامان — جھوٹ آوین رے

لیک رجین دو دو انکھیان شبلی — رتیان سپنین ہوسوتن سیر یا ہو رامان۔

دیگر

نیبان لاگے رے مانو کاٹر یا ہو رامان — نیبان لاگے رے

اک تو کیلی دو جے باؤد کا جسبر کی — گھما ہیں کیلین رے وارث ناجریا ہو رامان نیبان

دیگر

ڈولت جائے رے ہمری ناوریا ہو رامان — ڈولت جاوے رے

نیھد کی ناو او اس کی بلی — کیسون بارارے سمندریا ہوریا ہو رامان۔ ڈولت

کہاڑ

ہم کے لی جوگیا کا بسوا ہو رامان۔ سیان کا رنوان۔ ہم کیلئے جوگیا ہم

بیدم ورس بھکیا مانگے۔ پھر پھیر دسوان بسوان ہو رامان۔ جیا کی کارنوان

دیگر

ہمری دوج ہو اندھیریا ہو رامان — بن سانوریا۔ ہمری دوج ہو

ہمرے چاند ہم ہین اماہیرا لسنے۔ کا بدہ ہو سے او جیریا ہو رامان۔ رین اندھیریا

سیان گے لی ہمرے بسوا ہو رامان۔ او دیکھے تو ہو ان۔ سیان گیلی

اوڑے آنس پیت جرے اس نیبا — ننددن رہت کلیسوا ہو رامان — رودین نیوان

پچوڑیان پچوڑ چو ندر کا جسرا ون — دھوین بیدم کا ہے کیسوا ہو رامان۔ کیکے کارنون

سیان گے لی ہمرے بسوا

تمام شد

از مصنف

ہجوم حسرت و ارماں تفکرات و الم
سمائے کیسے اب اور کیا کریں بیدم

اور اس پہ یاس کی حالت ہوا کی عالم
لو اپنی بیتی ہوا آپ ہی سے کہہ لیں ہم

نہ ہمنفسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم
حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

سبحان اللہ میاں بیدم تمہارا بھی دم غنیمت ہے۔ وہ جو نام ہی بیدم ہے اور نہ دم بھر کا بھروسہ۔ اس پہ یہ دم اور یہ دعویٰ۔ بلبلہ بھی ہے نہ آب اور بیاں قطرۂ سیماب۔ نہ ایک دم سکون۔ وہ بھی مہ وقت دل بے چین اور سر چڑھا ہوا کہ شعر گوئی کا جنون ہے۔ یہ بے سُر راگ اور بے وقت کی شہنائی ہے۔ نسبت کا دم بھرتے ہو کیا ذہن میں آئی ہے۔ خدا خیر کرے ہر وقت کا رونا اچھا نہیں جان تجانے کا سامان ہے سنا نہیں کسی دل جلے کا بیان ہے۔

فغاں از من برآید چو گویم نام او در سر
کہ گر گویم جان من ہم داستان من برآید

یہ کیسے گہرے خیالات ہیں پیاری پیاری ترکیبیں روشن اور اداۓ خیال نہ خلوت کا کما حقہٗ نہ جلوت کی تمیز نہ یار و اغیار میں فرق وہ انداز لطیف اول سے۔ کل کی بات ہے کہ بیچارے منصور پہ کیا گذری ابھی تو تم نہیں

علماے عظام کو دیکھو نہیں۔ حجابِ مجاز میں شاہدِ حقیقی کا جلوہ دکھاتے ہو۔ وہ بھی راہ بتاتے ہو کہ خود تو خراب ہو چکے ہو دوسرا ابھی برباد ہو۔ بے اجل موت نے اب خوشحال کیا ہو۔ خوف یہ ہے کہ تمہارا سوزِ دروں بیچارا اثر ہے۔ اگر آتشِ عشق بھڑکائی تو دوسرے کا سرمایۂ عیش و نازِ خاکستر ہے۔ کیا یہ سنا نہیں۔

تازہ خواہد داشت زمرہ طبیباں داغ تن
آتشے ہر دم حبیباں مبتلا خواہد گرفت

زبان سنبھالو قلم روکو۔ قدرت کا تماشا دیکھو۔ اپنی ہستی پر بیان کرو جو شانِ حجاب ہے۔ دم میں کچھ کا کچھ ہوتا ہے۔ یہ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ تم کیا اور تمہارا وجود کیا۔ اس جہانِ فانی کی نمود و بود کیا۔ ہر دم سامانِ سفر ساتھ اجل کے ہاتھ میں ہاتھ ہے۔ دو دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ہے۔ جس کی ہستی سے تمہاری ہستی ہے۔ وہی صاحبِ ہستی ہے باقی خود پرستی ہے۔ اگر اپنی اس ہستی سے کچھ ناز وہ اٹھاتا ہو۔ اور اس مشتِ خاک کو مٹانے لگا ہو۔ تو

ہستئیت در ہست ہستی نواز
ہیچ بس در کیمیا اندر گداز

چلتے پھرتے دیکھنے سننے ضرور ہو۔ مگر ایک ذی اختیار کے سامنے سراپا مجبور ہو۔ نہ تمہاری طبیعت تمہارے قبضہ میں۔ نہ تمہارا خیال تمہارے قابو میں۔ نہ لفظوں کے موجد۔ نہ مضامین کے مالک۔ پھر کیا یہ بول اہتمام اور یہ جاہ ماسے کلام۔ ہاں یہ کہو تو زیبا ہے کہ اس صاحبِ اختیار و قدرت نے اس جسمِ بے جان کو اپنے دمِ عیسیٰ نفخت من روحی سے خلعتِ بقا وہ عنایت فرمایا ہے اس کلام بے ربط بے مطلب کو مفہوم اور معنی کی روح سے زندہ کر دیگا۔ گو ہم مجبور و حادث اور وہ قادر و قدیم ہے۔ مگر طالبوں اور تا

ناقابلوں کا وارث اور خالق ہے یہ معلوم ہے۔ اوسی کے بھروسے پر جودت طبع دکھاتے ہیں۔ جسکا کھاتے ہیں اوسیکا راگ گاتے ہیں۔ نظم ہو یا نثر اوسیکا نام لیں گے۔ اوسی سے پائینگے اوسیکو دعائیں دینگے اگر اوسنے قبول فرمایا تو محنت وصول اور بیڑا پار ہے ورنہ یہ جستجو فضول اور کوشش بیکار ہے۔

بجان پیر خرابات وحق صحبت او — کہ نیست در سر من جز ہوائے خدمت او

وستک سکوت کیا خاموش رہے۔ آخر دل کے پھپھولے میں جو پھوٹ بہے۔ نہ شاعری سے کام نہ مضمون آرائی کا اہتمام ہے۔ اُنکی سیدھی تُکبندی ہے۔ مگر ناظرین کی دردمندی سے امید رکھتے ہیں۔ کو ہر مصرع عیب ونقصان سے معمور ہے۔ لیکن احباب سے یہ التماس ضرور ہے۔ کہ میری محنت ودماغ سوزی کو بنظر التفات ملاحظہ فرما کر سقم وسہو سے درگذر فرمائیں۔ فقط

گذشتہ خاک نشینوں کا یادگار ہوں میں
مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہوں میں

فقیر سیدم وارثی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

تو فروغِ حسن و جمال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ
تو کمالِ حد کمال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تو امید گاہ و سوال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ
تو دلِ نگار واقفِ حال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

جہاں دیکھا تیرا مکان ہے یہ جہاں کہیں ہے تو جہاں
تو خود آپ اپنی مثال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تیری طلب کو ہے جستجو تیری قدر وہیں ہے گفتگو
ہے دیکھو جو نہال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تیرے حسن کی کوئی حد نہیں جمال کی کوئی انتہا
تو بری ز وہم و خیال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تو ہے ایسا جلوہ کہ ساں وہ نہیں جو چھوٹ بڑا جہاں
تجھے دیکھے کس کی مجال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تو نکالے مرد کو فرش پہ تو بٹھائے انسان کو عرش پہ
تجھے وصل امر محال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

ہے درد دل کی دوا ہے تو ہر مرض کی شفا ہے تو
مری زیست تیرا وصال ہے تیری شان جلّ جلالہٗ

تیرا بندہ و بیدم جاہ کے کس سے جا کے تیرے سوا
اے دے جو اسکا سوال ہے تیری شان قلب جلالہ

نعت حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

ماہِ درخشاں نیرِ اعظم صلی اللہ علیک وسلم
از سرتا پا نور مجسم صلی اللہ علیک وسلم

سہرے ہی کیا کل کے سرور پر ہے یہی تم پر تو
رحمتِ عالم خیرِ مجسم صلی اللہ علیک وسلم

ڈوبے ہوؤں کو تم نے ابھارا بگڑے ہوؤں کو تم نے سنوارا
حامی و محسن نوح و آدم صلی اللہ علیک وسلم

سب سے بزرگ سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا
سرورِ دیں سردارِ عالم صلی اللہ علیک وسلم

وردِ زباں اسمِ اعظم دافعِ رنج و مصیبت بیدم
نامِ محمد قلعۂ محکم صلی اللہ علیک وسلم

سراجاً منیراً انوارِ مدینہ
تجلی کدہ بہارِ مدینہ

گھرا ہوں اکیلا میں اندوہ و غم میں
دوہائی ہے اے تاجدارِ مدینہ

مبارک تجھے بغداد اے روضۂ جنید
میں سو جان سے ہوں نثارِ مدینہ

الٰہی دمِ واپسیں سامنے ہو
وہ محبوبِ عالم نگارِ مدینہ

مجھے گردشِ چرخ کو میں ڈالے
بچوں پر میں یارب غبارِ مدینہ

دلِ مبتلا کے ٹھکانے نہ پوچھو
جوارِ محمد دیارِ مدینہ

کہاں باغِ عالم کی ہستی عدم ہوائیں

کہاں وہ نسیم بہار مدینہ

اُنظر احوال من اے رحمتِ عالم ازلی
خاتمِ جملہ رُسل شمعِ سُبل مسندِ کُل
کششِ عشقِ نبی صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
کیوں نہ روضے کو ترے نورِ علیٰ نور کہوں
موتی دندانِ مبارک کی چمک پر صدقے
بندی محتاج کو محروم نہ رکھیے للہ

اِنی انت حبیبی بشرِ مکی مدنی
نخلِ بستانِ عرب سروِ ریاضِ مدنی
مرحبا عزمِ مدینہ و غریب الوطنی
قبہ نور پہ ہے چادرِ مہتاب تنی
لبِ رنگین پہ ہے قربان عقیقِ یمنی
اے شہنشاہِ کرم شہرِ بطحا کے دھنی

سب کی سنتے ہیں تو مری بھی سنیں گے بیدم
رائیگاں جا نہیں سکتی یہ کبھی نعرہ زنی

یا رب زمیں میں عشقِ رسالت مآب ہو
احوال اسیر ہجر ہے پردیس وہ ہیں
صدقے میں بوتراب کے طیبہ بلائیے
رد ہو نہ یہ فقیر کا یارب کوئی سوال

اُس دل کی دو جہاں میں مٹی خراب ہو
ہو جائیں بے نقاب تو پھر کس کو تاب ہو
کب تک ہماری ہند میں مٹی خراب ہو
منظور یہ عرضداشت کا میری جواب ہو

دیر و حرم میں جا کے بتائیں شیخ و برہمن
بیدم ہوا ورد یا رسالت مآب ہو

یہ سچ ہے موت اچھی کیا مزا ہے ایسے جینے میں
اکیلا میں ہی کیا عالم کو جو تو چاہے دے ڈالے

پر اس امید پر جیتے ہیں موت آئے مدینے میں
کمی کیا ہے مدینے کے دھنی تیرے خزینے میں

مری کشتی کو گرداب الم کا خوف ہی کیا ہے
کہ محبوب خدا کا نام ہے میرے سفینے میں

کرم پر ساقیا تیرے چلے گا کام مستوں کا
نہ کچھ رکھا ہے ساغر میں نہ کچھ رکھا ہے مینے میں

دوا ہے شوق شربت تا کجا یوں دل کو سمجھائیں
حباب کے رو گئے ہم جائیں گے اب کے مدینے میں

ندا ہے نام تیرا پر سلاطین زمانہ کا
تمہارا نام ہے ہر جا تم دل کے نگینے میں

تمہارا نام لیتے میرا دم نکل جائے
بجز اس آرزو کے کیا ہے بیدم کے سینے میں

مر رہا ہے عاشق بیمار دیکھو تو سہی
اے مرے مولا مرے سرکار دیکھو تو سہی

کشتی امت کے کھیون ہار دیکھو تو سہی
آپکا کیا امر ا مستبد بار دیکھو تو سہی

با ادب بیٹھو محفل میلاد میں
جلوہ فرما ہیں شہ ابرار دیکھو تو سہی

آ گئے ہیں بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ نجم الہدیٰ
گھر ہے میرا مطلع انوار دیکھو تو سہی

جن کو کہتے تھے جبریل امیں معراج میں
آ رہے ہیں احمد مختار دیکھو تو سہی

طور کیا ہر جگہ پر آپ کو مثل کلیم
تک رہے ہیں طالب دیدار دیکھو تو سہی

کیا غضب ہے آپکا کہلا کے یوں در در پھرا
اے میرے مولا مرے غمخوار دیکھو تو سہی

اور اس گل گلزار سبحانی کی مدحت کے طفیل
بیدم اب رنگینی اشعار دیکھو تو سہی

جو طفل اشک رواں یاد پنجتن میں رہے
وہ ظل عاطفت رب ذوالمنن میں رہے

مشام اہل جہاں میں پہنچے گی خوشبو
گل مراد مرے دامن سخن میں رہے

جو خاک جلکے ہو وقت میں مجسم نار مرا
غبار بن کے در یار شہر من میں رہے

ترقی جو بڑھاں کی تھی وہ دوسرے منظور
اسی غرض سے اونھیں عمر بھر قرین رہے

پہنچ گئے در مقصود تک یہ دیوانے
جو اہل عقل تھے وہ اپنے ہی گمن میں رہے

پھنسا نہ سلسلۂ زلف احمدی ہم سے
ازل سے جکڑے ہوئے ہم اسی رسن میں رہے

میں یک خدا کو سمجھتا ہوں خیر و شر کا موجد
بلا تمثیل یزدان و اہرمن میں رہے

ثنا کرنے کو اٹھے ہیں سب ذرۂ تحسین
وہ ہیں نظر ابھی مجاز بن میں رہے

اونھیں پہ صدقے ہو بیدم ہمیں مثل پروانہ
جو شمع بن کے ہر اک انجمن میں رہے

شیدا ہوں ازل سے میں سہیل قرنی کا
سیکھا ہے چلن میں نے اویس قرنی کا

کافی ہے پئے منزل عقبیٰ میں ترا نام
کیا غم ہے مجھے اپنی غریب الوطنی کا

رنگینیٔ دندان مبارک کے مقابل
خجلت سے اڑا رنگ عقیق یمنی کا

منظور نہ تھا بار کش سایہ بھی ہونا
شاہد ہے سراسر تری نازک بدنی کا

نادار ہوں بیکس ہوں مجھے ناز ہے اس پر
ہوں مفلس و محتاج مگر تجھ سے غنی کا

اوسکے لب رنگین کی ثنا کرتا ہوں بیدم
شہرہ ہے جہاں میں مری شیریں سخنی کا

بہار خلد آئے زینت ارض و سما آئے
حبیب کبریا آئے حبیب کبریا آئے

محمد باعث تنزیل لولاک لما آئے
مضامین دو عالم کی خبر کے مبتدا آئے

سخی ایسے کہ بخشی دولتِ دیں گہر برسا کر
کریم ایسے گنہگاروں کو جا کر بخشوا آئے

زمیں پر گر حوروں نے مبارکبادیاں گائیں
نکلے دن صبح گھڑی دنیا میں ختم الانبیا آئے

ہر برگِ غنچے کے لب پر کلمۂ توحید جاری تھا
ریاضِ دہر میں سب دم سے گلگونِ قبا آئے

نعیمِ گیسوئے سلطانِ خوباں بھی لئے آتا
مدینے کی طرف ہو کر گزر تو اے صبا آئے

شبِ اسرا میں جانکا سعد کہلایا بیدم
گئے زیرِ زمیں تو عرش کی زینت بڑھا آئے

تو اعلیٰ ہے اور تیری سرکار عالی
حبیبِ خدا دونوں عالم کے والی

ترا آشیاں عرش و کرسی سے بالا
ترا بام وہم و گماں سے بھی عالی

تو سردفتر و میر منشیٔ قدرت
تیرے ہاتھ پر خاشگی و جمالی

ترے رخ کے صدقے میں ہر روز روشن
تصدق میں زلفوں کے ہر رات کالی

تری شان عالی پہ رفعت تصدق
ترے قد پہ واری گئی بے مثالی

تو جو چاہے جس کو عطا کر محمد
ترے ہاتھ ہے گنجِ بخشش کی تالی

خبر لے مری اے غریبوں کے وارث
خبر لے مری اپنی امت کے والی

جو آیا اسے دولتِ دین عطا کی
نہ اس در سے سائل گیا کوئی خالی

بڑھے ہر طرف چشمِ رحمت کے حلقے
ہے عینِ کرم تیرے روضے کی جالی

اڑی ظلمتِ کفر کا نور بن کر
تم آئے تو پھیلی جہاں میں اجالی

بنا کس کے دروازے پہ جبریل درباں
چمن کا ہے کس گل کے خواں سوالی

دبی جھوم اٹھیں حسن کے نام تمھ		سنیں آ کے داؤد سحن بلالی

یہ حسرت ہے تبیدم کو مرجاؤں رو کر
پکڑ کر و سینے میں روضے کی جالی

نظم معراج شریف

جو شب وصال میں مصطفےٰ چلے جب میں سماں کے عرش کی
تو زمیں سے عرش بریں تلک ہوئی حسن پاک کی روشنی

بہزار خوبی و دلبری وہ بہار گلشن سرمدی
جو سوار اپنے براق پر گئے جیسے بجلی چمک گئی

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

شہ غزل تیرے حسن کی کسے تاب جو کرے ہمسری
نہ گلوں میں تیری سی تازگی نہ یہ رنگ و بو نہ یہ تازگی

یہ ہنسی یہ بین یہ انوکھی چھب یہ ادائیں پیاری یہ سادگی
ترا مثل کوئی ہوا نہ تو ترے صدقے جاؤں میں یا نبی

بلغ العلےٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ و آلہ

وہ نگاہِ مست جو دیکھ لی ہوئے مست زاہد و پارسا
کوئی بولا مجھکو سنبھالیو کوئی بولا لیجیو کر میں چلا
اسی طرح وہ مہِ خوش ادا ہوا عازمِ رہِ کبریا
درِ آسماں کا جو پٹ کھلا تو کہا یہ حوروں نے برملا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ — کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ — صلوا علیہ وآلہٖ

جہاں آپ آپ ہو خدا وہاں کیسے کام دوئی کا کیا
وہاں ذکرِ وصل و فراق کیا کہ جہاں نہ کوئی دوسرا
وہاں آپ آپ سے وصل تھا وہاں آپ آپ سے تھا جدا
بجز اس کے اور کہوں میں کیا کہ وہ نور نور میں جا ملا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ — کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ — صلوا علیہ وآلہٖ

کہیں دھوم تھی کہ وہ آ گئے کہیں شور تھا کہ کہاں کہاں
کوئی نعرہ زن تھا کہ ہیں کدھر کوئی کہہ رہا تھا کہ ہاں میاں
یہی غلغلہ تھا کہ ناگہاں مہِ برجِ خوبی ہوا عیاں
جو نظر پڑے شہِ انس و جاں تو پکارا بیدمؔ خستہ جاں

بلغ العلیٰ بکمالہٖ — کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

غزل در منقبت حضرت امام الطائفہ سیدنا اسد اللہ الغالب مولا علی کرم اللہ وجہہ

دست الٰہ کیوں نہوں شیر خدا علی
مقصود لب آتی ہیں شہ لافتا علی

جس طرح ایک ذات محمد ہے بے مثال
پیدا ہوا نہو گا کوئی دوسرا علی

بندہ ہوں میں انہیں کا انہیں کا غلام ہوں
مولا مرے امام مرے پیشوا علی

ارشاد پاک نفس نفیس سے یہ کھلا
مقصود آفرینش ارض و سما علی

دیدار انکا دید خدا ہے حدیث سے
ہمنام بھی خدا کے ہیں نام خدا علی

بندوں کو انکے فکر مصائب کا خوف کیا
حلال مشکلات ہیں مشکل کشا علی

بیدم ہمی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النسا حسین و حسن مصطفےٰ علی

خسروا کیا کہوں کہ کیا تم ہو
صاحب تاج ہل اتیٰ تم ہو

مصدر اولیا تمہاری ذات
مظہر شان کبریا تم ہو

میرا منھ اور تمہاری مدحت
میں کہاں یا علی کہاں تم ہو

سب سے پہلے لگیں گے پار وہی
جن کی کشتی کے ناخدا تم ہو

مولا سمجھا ہوں مولا کہتا ہوں
اور اللہ ہی جانے کیا تم ہو

جتنا سمجھا ہے اور سمجھوں گا
یا علی اس سے بھی سوا تم ہو

کیوں نہ تم پر نثار ہو بیدم
میرے وارث علی نسا تم ہو

در حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ الشیوخ غوث اعظم سلطان محی الدین ابو محمد
سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہار باغ یزدانی محی الدین جیلانی
رسول اللہ کے جانی محی الدین جیلانی

اسیر دام الفت ہوں گرفتار محبت ہوں
قاسم غوث صمدانی محی الدین جیلانی

مدد کا وقت ہے مشکل کشا کے لاڈو والے
انیس قطب ربانی محی الدین جیلانی

امیر و سر اسردار عالم خسرو خوباں
تمہیں زیبا ہے سلطانی محی الدین جیلانی

مجھے دونوں جہاں کا راج ملجائے جو ہاتھ آئے
تمہارے در کی دربانی محی الدین جیلانی

نہ ہندوستان میں ترساؤ مجھے بغداد بلواؤ
بلے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

تمنا ہے یہ بیدم کی کہ کہتے کہتے مرجاؤں
محی الدین جیلانی محی الدین جیلانی

شیخ محبوب سبحانی کے صدقے
میں اس تصویر نورانی کے صدقے

شہ اقلیم عرفانی کے صدقے
جناب غوث صمدانی کے صدقے

بہار بوستان مصطفائی
گل گلزار یزدانی کے صدقے

معین الدین اجمیری پہ قربان
محی الدین جیلانی کے صدقے

تصدق نوجوانوں پہ زمانہ — میں اپنے پیرِ لاثانی کے صدقے
بنا ہے سینۂ گلزارِ خلیل — میں اپنے سوزِ پنہانی کے صدقے

فدا بیدمؔ علی کے لاڈلے پر
رسول اللہ کے جانی کے صدقے

مدح حضرت سند الواصلین سلطان الکاملین خواجۂ خواجگان ولیٔ ہند عطائے رسول سیدنا و مولانا خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی غریب نواز قدس سرہ السامی

گلدستۂ باغ رسالت ہو سلطان الہند غریب نواز — تم رونق بزم ولایت ہو سلطان الہند غریب نواز
کشاف معانی پنہانی ہادی طریق خداوانی — زینت دہ قصر ہدایت ہو سلطان الہند غریب نواز
محروم نہ رکھ پیارے ساقی اس دور میں اک جام باقی — اک جام میں بھی عنایت ہو سلطان الہند غریب نواز
گو نیک نہیں بدکار سہی مشہور تو ہوں بندہ تیرا — اب مجھ پہ بھی چشم عنایت ہو سلطان الہند غریب نواز

بیدم نے جو کچھ پایا سب آپ کے قدموں کا صدقہ
میرے آقائے نعمت ہو سلطان الہند غریب نواز

غزل

جانِ ناشاد پہ بن آئی ہے — خواجہ خواجگان دوہائی ہے
خواجہ ہند الولی غریب نواز — سب کی تیرے یہاں سنائی ہے
میں بھی امیدوار آیا ہوں — آرزو مجھکو کھینچ لائی ہے

رہِ مقصود سے ہوں کوسوں دور
آپ جو چاہیں جس کو دے ڈالیں

رہنما وقت رہنمائی ہے
آپ کے قبضے میں خدائی ہے

ترا بے دام ہوں تیرا بردہ ہوں
بس تجھی تک مری رسائی ہے

کروں نثار تصدق روضۂ اقدس پہ کیا خواجہ
نکل آ پردے سے کھینچے ہوئے تیغِ ادا خواجہ
نہ اوشیں کی نگاہیں اونکی حور و نہ پری حسین کیسے
سخی سرکار ہے تیری جسے جو چاہے دے ڈالے
مدد کا وقت ہے اللہ اب میری مدد کیجئے
ترے در کا گدا ہو کر ترا محتاج کہلا کر

نہ جان نہ تواں کچھ ہے نہ دل ہی کام کا خواجہ
کہ رہ جائے نہ جانبازوں کے دل میں حوصلا خواجہ
کبھی ہے خنجرِ نظروں میں تیری بانکی ادا خواجہ
خدا کا تو ہے اور ساری خدائی تیری یا خواجہ
پھنسا ہوں سخت مشکل میں مرے مشکل کشا خواجہ
ترے ہوتے ہوئے کس سے کروں میں التجا خواجہ

تمہارے نام نامی کے سہارے پر جیا بیدم
مرے بھی کہتے کہتے یا معین الدین یا خواجہ

مدح حضرت زبدۃ العارفین سید التارکین تاج الواصلین خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز

زمانہ مبتلا ہے قطبِ دین سلطانِ چشتی کا
بشر کیسے ملک اس سرزمیں پر سجدہ کرتے ہیں

خدائی کیا خدا ہے قطب دیں سلطان چشتی کا
جہاں روضہ بنا ہے قطب دین سلطان چشتی کا

Scanned with CamScanner

عطا کرتے ہیں منہ مانگی ہوئی دولت فقیروں کو
وہ عالی حوصلہ ہے قطب دین سلطان چشتی کا

شراب چشتیہ کے پینے والے آ کے پی جائیں
کہ میخانہ کھلا ہے قطب دین سلطان چشتی کا

زمیں کی انکے قدموں کی بدولت زیب و زینت ہے
فلک ظل ہما ہے قطب دین سلطان چشتی کا

اگر شک ہو تو ارباب بصیرت سے کوئی پوچھے
کہ کیسا مرتبہ ہے قطب دین سلطان چشتی کا

ذرا ہٹ جاؤ اپنا مدعا کہنے دو بیدم کو
کہ یہی دل جلا ہے قطب دین سلطان چشتی کا

مدح حضرت شیخ العالم سراج السالکین اغیاث مستمندین گنج بخش خانوادۂ چشتی صدر نشین مسند خواجگی خواجہ شیخ فریدالدین گنجشکر چشتی قدس سرہ

مظہر کبریا یا فریدالدین
مصدر اولیا فریدالدین

معدن لطف و منبع احسان
کان جود و سخا فریدالدین

خواجہ خواجگان گنج شکر
میرے گلگوں قبا فریدالدین

کہیں بہتر ہے بادشاہوں سے
تیرے در کا گدا فریدالدین

تیرا بندہ ہوں تیرا بردہ ہوں
تیرا محتاج یا فریدالدین

کام آ جا مری مصیبت میں
سب کے مشکلکشا فریدالدین

تیرے دروازے سے کہاں جائے
بیدم بینوا فریدالدین

در حضرت سلطان الاولیاء کاملین والی دستار مشائخین یکتا از میان تجرید و تفرید سرگروہ خاندان چشتیہ شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی زری بخش قدس سرہ

نظام الدین محبوب الٰہی جانِ محبوبی
فرید الدین کے پیارے ہو تم پہ صدقے شانِ محبوبی

امیرِ ملکِ خوبی افسر و خاقانِ محبوبی
خدیو مہ جبیناں خسروِ خوباں محبوبی

ٹپکتی ہے سراپا سے ترے کیا شانِ محبوبی
نمایاں ہے تیری ہر ہر ادا سے آنِ محبوبی

سنو کے چاند نے اک کیا عنوانِ محبوبی
نظام الدین تمہیں سے مقطعِ دیوانِ محبوبی

مہتابانِ خوبی مصدرِ حسن و دل آرائی
سراپا معدنِ مہر و محبت کانِ محبوبی

تمنا ہے کہ دل ان پیاری نظروں کا نشانہ ہو
ادھر بھی آؤ میرے شہباز کے پیکانِ محبوبی

سراپا سانچہ محبوبیت میں ڈھل کے آئے ہو
تمہیں کیا چاہیے محبوب تم سامانِ محبوبی

یہاں بیدم ہو اس لیے قلم تربت سرا تیرے
خدا کا عرشِ اعلیٰ ہے ترا ایوانِ محبوبی

در حضرت افتخار الواصلین سر حلقۂ مجاہدین امام التارکین صاحب رضا و تسلیم مقبول بارگاہِ رب العالمین مخدوم عالم سیدنا شیخ الشیوخ سیدنا علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہ العزیز

دُرِ بحرِ حقیقت تیر برجِ خدادانی
علی احمد علاء الدین صابر پیرِ لاثانی

گلِ بستانِ محبوبی سراپا مجمعِ خوبی
مرادِ عاشقِ بیدل زہے محبوبِ سبحانی

شمیمِ عطرِ توحیدی گلِ بستانِ تفریدی
بباطن اللہی صورت بظاہر شکلِ انسانی

بجز سرکار کی مرضی کوئی کب پا نہیں سکتا
تمہارے ملک موروثی میں ہے ملکِ خدادانی

وہی کلیر کہ جسکو دشت ہو کہتا تھا اک عالم
بنا تیری بدولت غیرتِ گلزارِ رضوانی

مری آنکھوں کی پتلی آئینہ خانے میں حیراں ہے
تجھی کو ڈھونڈتی پھرتی ہے یہ تصویر نورانی

Scanned with CamScanner

اس سرکار عالی وے گدڑونگے پال میں
کماں جانگے بیدم چھوڑ کر صابر کی دربانی

مدح حضرت قبلہ و کعبہ مخدوم شاہ عبد المنعم صاحب قادری گنج المعرفت شاہ آبادی بیٹھو شریف قدس سرہ

حامی دین نبی شمع ہدایت مرحبا
گلبن باغ علی شہ ولایت مرحبا

المدد یا شیخ منعم بطفیل حسنین
ازرہ بندہ نوازی معدن حقیقت مرحبا

آفتاب فلک عزو مجد برج شرف
شاہ و شاہنشہ اقلیم ہدایت مرحبا

آدم ظہور تو تشنہ دیدار جمال
اے زہے مرحبا بحر کرامت مرحبا

دستگیر غربا پشت و پناہ بیدم
مخزن جود و عطا کان سخاوت مرحبا

مدح ممدوح عالم و عالمیان حضور امام الاولیا حضرت سیدنا خواجہ وارث پاک نور اللہ ضریحہ

بہار باغ زہرا یادگار مرتضیٰ وارث
سرو بستان حسنین جان مصطفیٰ وارث

شہ اقلیم عرفاں تاجدار اولیا وارث
در دریائے ہمت نیر برج سخا وارث

بزرگ دین شیر حق داتا ہند کے والی
امام قادریہ چشتیوں کے پیشوا وارث

سراج الدین ملت فروغ شمع عرفانی
امیر المؤمنین وارث امام الاولیا وارث

سکھ میں روز محشر الغرض ہر دو دنیا میں
ہمارا کون ہے تیرے سوا تو ہی بتا وارث

مری تشنگی کا حال موقع پا کے کہہ دینا
نہ تنہا ہوں کوئی دوسرا مجھ سا تہی دامن

جو سمجھا میں کہیں یا تجھ کو مرے یاد و صبا وارث
نہ عالم میں ہے یا تو تجھ سا بندہ پرور دوسرا وارث

بجز تیری گلی کے تو ہی بتا دے کہاں جائے
تڑپتا پھر رہا دیوانہ تیرا مبتلا وارث

علی وارث نبی وارث ہوا اس کا خدا وارث
کسی بت کی زباں سے بھی اگر سن لیں یا انا وارث
کہیں میرا ہی تمنا کا ستارہ لگا دے اپنی حسرت سے
بریں تک ہی نہیں موقوف جلوہ میرے وارث کا
ولایت کی خبر مجکو ہے ہم اشغال سے واقف
تو اپنی فکر کر واعظ مجھے تو بخشوائے گا

کسی بندے کے منہ سے جب کبھی نکلا کہ یا وارث
تو ہم تو سجدہ ہی کر لیں اوسی دم کہکے یا وارث
میں صدقے ناخدائے کشتیٔ روز جزا وارث
صنم خانوں سے بھی آواز آتی ہے یا وارث
اگر کچھ جانتے ہیں ہم تو صرف اتنا کہ یا وارث
مرا آقا مرا مولا مرا والی میرا وارث

حیات جاودانی پا گئے جو مر مٹے اون پر
حقیقت میں ہیں سب ہم پیشۂ آب بقا وارث

نگاہ محو لقائے وارث دل و جگر مبتلائے وارث
زباں ہے وقف ثنائے وارث ازل سے ہیں ہم فدائے وارث
حلول اور شرک سے علاوہ کہاں کی تشبیہ اور دوئی کیا
سنا نہیں دیکھنا تو کیا کہ دوسرا ہے سوائے وارث
فدا کوئی جان نثار کوئی فریفتہ کوئی کوئی مفتول

[illegible] سیکھوں [illegible] واسطے وارث

[illegible] ساتھ ہوا

[illegible] واسطے وارث

[illegible]

[illegible] ایک زمانہ فدا ہے وارث

بادہ جام

[illegible] نہیں ساقی

دو کان فردوس میخانہ [illegible] نہیں ساقی

[illegible] آیا دل [illegible] آفریں ساقی

پیمانہ [illegible] نہیں ساقی

[illegible] ساقی

[illegible] نہیں ساقی

بھلا جب دور ساغر کا تو ہم [illegible] ساقی

ہزاروں مست کر دیتی ہزاروں [illegible]

لگا دی آگ سینے میں [illegible]

[illegible] ذوق [illegible] اب تاب [illegible]

[illegible] جانب ہی [illegible]

غزل

[illegible] پر تری صد آفریں ساقی

[illegible] قبول [illegible] ساقی

[illegible] نہیں ساقی

[illegible] نہیں ساقی

[illegible] نہیں ساقی

[illegible] سے بھی [illegible] ساقی

[illegible] نہیں ساقی

[illegible] نہیں ساقی

[illegible] شراب [illegible] ساقی

[illegible] ساقی

چھلکتی ہے پیالی چھلکتی ہے [illegible] ساقی

ہمیں کیا ہو تو کافر ہیں جناب شیخ کو کہئے
ہوا گر دورِ پیمانہ کے کہتے ہیں ہمیں ساقی

اگر کثرت نہاں کیسی دوئی وحدت میں جو ہووے
ہمیں سے ہے ہمیں مینا ہمیں ہے شیشہ ہمیں ساقی

خبر دے واعظا تجھ کو محبت اس میخانہ میں پل ہے
جہاں ہیں انبیا میخوار ختم المرسلین ساقی

دل پُر آرزو ہو اور میں ہوں
خدا سے آگے تو ہو اور میں ہوں

اگر وحدت میں کثرت ہو تو یوں ہو
مری جان تو ہی تو ہو اور میں ہوں

وہاں تک تو بھلا پہونچے سے وحشت
ہوائے دشت تو ہو اور میں ہوں

تکلف ہی اُٹھے آخر کوئی صورت
تو وہ آئینہ رو ہو اور میں ہوں

گلے میں ہاتھ ہو خلوت ہو تو ہو
پیالا ہو سبو ہو اور میں ہوں

اوٹھایا رشک سے محفل سے تیری
کہاں ممکن عدو ہو اور میں ہوں

کسی کی تیغ ابرو کہہ رہی ہے
کہ بے دم کا گلو ہو اور میں ہوں

کماں نے دل لیا کوئی کرتا ہے ایسا بھی
اونھوں نے صفحۂ قرطاس پہ جو نہ دیکھا ہو وا بھی

قدم لے لیجئے دیکھے تو سن چالاک منبر کر
تڑپ اب آپ کو ہم میں کوئی بے سرو پا بھی

تمہاری تیغ ابرو کے بھلا دے کماں نے کا پر کے
عدو کا سنتا ہے پیچھے کرتے اتنا تھیا بھی

خیال وصل جاناں ہی نصیب لطف وصال
بلائیں سے کہ تری ہو انسے ہی ہی تمنا بھی

اجا لنگ جا سکو جا کو مٹھ جانے مطلب ہے

خدا کے گھر بھی بیدمؔ دونوں کو ہی مینا بھی

ہوں ہائے رہیں ساقی ترے میخانہ کی خیر
لوٹ پیتے کو تو ہم سے اُٹھ دست بستہ
نشۂ جام سبو ہی ہوا چشمے کو ہوا
ہم بدمست تو بیتے میخانہ ہیں ساقی
سرِ مجنوں نے جو وحشت میں لگائی ٹھوکر
بزم میں شعلۂ حسن شمع رو ہے بیٹھا

ہو دور جام تو ہے شیشہ و پیمانہ کی خیر
تو منا لے تری ہو ساقی و پیمانہ کی خیر
قل یہ کہتے ہیں میخانے کے رستہ کی خیر
اب پڑے پی پی کے گئے ہیں کسی تنگی کی خیر
لیلیٰ پیہم لے پکاری مرے دیوانہ کی خیر
اب جھوم کر تو نہیں پروانے کی خیر

دل محبوب کی قسم ہے نہ بیدمؔ
شیخ کعبے کی برہمن کے بتخانہ کی خیر

سر بیدم وہی تیری زمیں کا کاش
اُن کے وعدوں پہ امید ایفا
سینکڑوں کر دیے زندہ درگور
آرزو دید تو دیدار طلب

کشتۂ خنجر تسلیم کی لاش
ایسی ہے جیسی کہ عنقا کی تلاش
چشم بینا ہو صنم زندہ باش
دیکھتے ہی کہ نہیں اُن شاباش

بیدمؔ وارثی آزاد منش
زندہ دل ہے اک قلندر قلاش

یہ کتنا ہی ستم تھا آپ اور دشمن کے پہلو میں
کھڑے میں کسی کی نازکا شناسی کھٹکتی ہے

کبھی تیغ ادا جل گئے اک بار ابرو میں
کسک ہوتی ہے وہ ہر جگر میں دل میں پہلو میں

اگر جانا ہی ہے منظور تو جاتا کہہ جا تو
جیسی گی ذکر شاد: اتم کو رہ گئے ہوسے صاحب
ابھی اچھے ہیں سب پیپ کو ٹیپ ہوا ساقی
وہ سہرا و سستے وقت ہیں دوا یا اے بیٹھ فکر کو

میرا اپنے دامن دل کی شرفی باندھو گا بازو میں
ذرا دیکھے ہو سے اک دل پہ نشانہ تو گیسو میں
ہمیں تو دولت دنیا سا لیلیٰ سے اک چلو میں
تمہارے آنکھوں سے طوفان مرد کیا ہے اک تیشو میں

کہاں وہ وقت ہوا وسے پسینے میں ملا بھیدم
چمکیں لشکی جیسے مہکو خوشبو کی خوشبو میں

غزل

جسے زندگی ہو وبال جاں اوسے کیوں نہ جینے سے عار ہو
جسے نا امیدیاں لوٹ لیں اوسے کیسے صبر و قرار ہو
جو ہوا سے شوق وصال میں رہے اپنے گرد خیال میں
وہ اوٹھا سکے یہ بار غم جسے سر ہی دوش پہ بار ہو
یہی آرزو ہے کہ جان جاں ترا نام لیتا ہوا مروں
ترے کوچے میں نہ بسی مگر تیری رہ گذر میں مزار ہو
کبھی اس طرف کو جو آئیو تو شمیم زلف سنگھائیو
مرے حال زار پہ ہی کرم کبھی اے نسیم بہار ہو
وہ مرے گرہائے کو فرصت میں بیٹھ ہم اور میرے سامنے
جلے کیوں نہ بزم میں دل مرا اسینہ کیوں نہ فگار ہو

غزل

بنا میں کھینچے مرے دل میں اس سے ویرانی کی
[illegible] صاحب تمھارا [illegible] باقی [illegible]
اطبا کو خبر کیا ہے کیا مسئلہ کیا ہے نہیں
تمھارے ہی بدولت بڑھ گئی دیوانگی میری

ہوئی جیسے تو مرے [illegible] بانی اسلاف کی
ہوا جب پیدا ہی [illegible] مجنوں سے بیاباں کی
نہیں ہے یہ نہیں صاحب حقیقت ویرانی کی
تمھیں [illegible] سے ہوا ہے چاک گریباں کی

مری کیفیت دل سے خدا واقف ہے یا میں ہوں
کسی کو کیا خبر بیدم مرے حال پریشاں کی

ہم بجز وفاداری جانتے نہیں ہیں
ذوق دل جتانے پر کہہ رہے ہیں تو ہو
یاد ہے شب وعدہ میری ہاں نہیں کی
کیوں خیال جانانہ چھوڑ کر ہیں تنہا
ہم جناب صاحب غیر کے مقابل ہیں

آپ ہی بتا دیجئے ہم سے کچھ چاہتے ہیں
[illegible] آپ اور ہیں چاہتے ہیں
دست شوق کا بڑھنا اور انکا منع ہیں
[illegible] یوں نکالتے ہیں
آپ کی تمنا کیا اور آپ ہی کیا ہیں

بیدم اونکی مرضی پر وصل و ہجر ہے موقوف
[illegible] اور [illegible] ہیں

شب وصل انکے دست ناز میں اپنی [illegible]
تمھارے ہی بدولت سے [illegible] میں جہاں چلے
انہیں تکمیل ہو غیروں کو حکم قتل دے دینا

تو گویا [illegible] نشین ہو
[illegible] گلشن ہو
[illegible] رنگین ہو

تصدق دیکھیں کیسے حسن پر ہوتا ہے پروانہ
ادھر بزم تجلی ہو ادھر اک شمع روشن ہو

عدو ہی اونکا عاشق ہے بڑی ہی قسمت ہے
کوئی بدنام ہو جائے کسیکا نام روشن ہو

یہ کہتے کہتے بیدم کشتۂ وارث نے دم توڑا
انہیں کے کوچۂ جنت نشاں میں میرا مدفن ہو

تمھیں جب بات بناؤ تو بنائے پھر کون
اسیر دام ہوا ہے تو چھڑائے پھر کون

خلوت خاص میں قاصد نہیں جا پاتے
آپ کو جا کے مرا حال سنائے پھر کون

کیا جو کوئی اب زہر ہے آب حیات
آگ پانی ہی لگائے تو بجھائے پھر کون

دوست ہو دوست کا دشمن تو شکایت کس کی
یار آمادۂ خوں ہو تو بچائے پھر کون

بے پیے مست ہے بیدم تو تعجب کیا ہے
آپ ہی مست نظر ہو تو تھمائے پھر کون

غزل

خدا ہے او ستمگر تو میاں سے تیغ دو دم کر
ادھر حسرت سے دم نکلے ادھر بیدم کا دم نکلے

بنائیں پردہ تازہ ظلم دنیا سے نرالے ہوں
تری ہر ہر ادا سے اک نئی طرز ستم نکلے

خیال یار تیرا گھر ہے دل کہنے کو میرا ہے
بلا جانے ترے دشمن کی جاں یا الٰہی نکلے

ابھی کی بات ہے دشمن کی الفت آ سی دبی تو تھی
ہماری سیدھی بات تو نہیں ہزاروں پیچ و خم نکلے

انھوں نے تو سمجھ کر غیر کو چاقو لگایا تھا
مگر اب کیا کریں مجبور ہیں دیکھا تو ہم نکلے

ستمگر وہ ستم کرتا تو اں آشفتہ حالوں پر
کہ ظلم و جور میں پیرایۂ لطف و کرم نکلے

دل مبتلائے غم نے غم کھانے میں جیدم وہ مزا پایا
کہ غم نکلے تو دم نکلے جو دم نکلے تو غم نکلے

بلا نازل ہو موت آئے ستم ٹوٹے قیامت ٹوٹے
مگر دشمن کو بھی یارب نہ آزار محبت ہو

مجھے پروا نہیں ہو بار رسوائی ہو ذلت ہو
سر آنکھوں پر سب جو کچھ ہو مگر تیری بدولت ہو

وہی دل ہو کہ جس میں تیرا درد محبت ہو
وہی آنکھیں ہیں جنہیں دیکھنے کی تیرے حسرت ہو

معافی شکوۂ بیجا پہ مانگی جائے غیروں سے
خدا کی شان میرا بات کرنا بھی شکایت ہو

دواؤں نے اثر چھوڑا اطبا نے بھی منہ موڑا
تو اب فرمائیے کیونکر مریض غم کو صحت ہو

اب ایسا دل میں آگئے نذر کرنے کو کہاں یارب
جسے جیتے کوئی ارماں ہو نہ جسمیں کوئی حسرت ہو

نہ دل لیکر کوئی کس طرح آزاد ہو جیدم
نہ دل دیکر کوئی تیری طرح پابند الفت ہو

غزل

ساقیا پی کے ترے ہاتھ سے مستانہ ہوں
وجد میں رقص کناں صورت پیمانہ ہوں

لیلی پردہ نشیں ہوں کبھی قیس سراپا
شمع محفل ہوں کبھی اور کبھی پروانہ ہوں

سر سے پا تک نظر شوق کی پتلی بن کر
محو دیدار جمال رخ جانانہ ہوں

دم مرا قلقل مینا کی صدا پر نکلے
خاک بھی ہوں تو غبار رہ میخانہ ہوں

بن چکے بندۂ بت حضرت جیدم اب کیا
اسکو چاہے ہی سمجھئے کہ جنوں یا نہ جنوں

غزل

دوئی یاں تک مٹی آخر کو جذب عشق کامل میں
کہ لیلیٰ کی جگہ خود قیس ہے لیلیٰ کے محمل میں

طریق عشق کی دشوار راہیں کوس کالے ہیں
کہ پیش آتی ہیں لاکھوں منزلیں اک ایک منزل میں

یہ دوری ہی ہزاروں کوس کی دوری ہے عاشق کو
کہ مجنوں ساربان ہو اور لیلیٰ اپنے محمل میں

مجھے آسان نہیں آسان کرنا اپنی دشواری
تمہیں مشکل نہیں کچھ کام آنا میری مشکل میں

ہوا عالم میں اوس کا ذبح ہونا حشر کا ہونا
مہک آتی ہے عطر فتنہ کی خونِ عنادل میں

طریق عشق میں لاحاصلی کا نام حاصل ہے
رہے وہ مرد فاضل میں جو اسے فکر حاصل میں

شب فرقت میں سب نے اپنی اپنی راہ لی بیدم
نہ آہیں کام آئیں اور نہ نالے میری مشکل میں

یہ قصہ ہی کیا ہے کیا سنو گے داستاں میری
ہوئیں سوز نہاں سے خاک جلکر ہڈیاں میری

چھپی ہیں آپ سے کیا مہرباں بربادیاں میری
بہت جلدی خبر لی آپ نے اے مہرباں میری

زمانہ لے کے دشمنی اور شادی کو ہوتے دیں گی
کہیں کہ ہی نہ کہیں گی تجھے ناکامیاں میری

انہیں پیا دشت دامن پر تو وہ بھی نہ آئیگا
نہیں لو بیٹھے تو دل باقی رہیں بیتابیاں میری

وہ ملو از تی میں یا نہ کو جانے دیتی ہیں
خدا غارت کرے تنہا میں یہ مجبوریاں میری

وہ دلدار رنگ یا منت ادا کرا سکے کو
خدا جانے کہاں لیجائیں گی بیتابیاں میری

اثر است وہ دلبر کیا دیکھتا ہے کچھ سادہ
نکل جانیکو آمادہ ہے جان ناتواں میری

اگر یہاں میرا دشمن ہے محشر میں آتا ہے
تب وحشت جنوں سے کیوں نہ کھینچی یاں میری

شب فرقت میں تم آپ کیا ہو سب انہیں تیرا شہر
نشاط و دلگیر کرتا رہا و دلداریاں میری

نہیں تاثیر کی شے وہ کی ہوئی باتو پھر
جب اتنی سی خطا پر کاٹی جاتی ہے زباں میری

وہ دلدار رنگ کیا خاک ہوا پاک نہ بیدم
دبا تا ہے رقیب وہ سیہ پر چھائیاں میری

غزل

وہ رنگت ہو کہ جیسی ٹیس کے پیراہن میں رہے
گلاب میں ہر نسرین یا سمن میں رہے

ہو نکہت گل عارض مرے کفن میں رہے
تو پھر بہار جوانی مرے چمن میں رہے

مثال شمع شب فروز انجمن میں رہے
سدا بہار کی صورت ہم اس چمن میں رہے

شمیم زلف معنبر اگر ختن میں رہے
تو پہنچے مشک حسینو کے پیرہن میں رہے

ق

الہی شرم وہی بزم اہل فن میں رہے
سفر میں خیر ہو اور آبرو وطن میں رہے

ترا کرم ہو تو پھر نالۂ حزیں میرا
قبول خاطر ارباب ہم سخن میں رہے

Scanned with CamScanner

میں بزمِ ہستی سے کچھ ایسی شب گزری کہ شمع
کہ میرے بعد مرا ذکر انجمن میں رہے

غضب ہے اس رخِ روشن کا زلف سے چھپنا
ستم ہے مہرِ درخشاں اگر گہن میں رہے

میں سوزِ رشک سے جلتا رہا شبِ فرقت
وہ شمع بنکے تیری ہوئی انجمن میں رہے

قطعہ

مدام ذکر میں تیرے رہے گی میری زباں
مرے دہن میں ہو یا غیر کے دہن میں رہے

مجھے وطن سے ہوا ہے نہ شیخ نجات ملی
اسیر ہو گئے کس زلفِ پُرشکن میں ہم

تمام عمر اسی پیچ و تاب میں گذری
جو دامِ زلف سے چھوٹے چاہِ ذقن میں رہے

رقیب کیوں مرے گھر آئے آپکے ہمراہ
بہار آپ کی یہ آپکے چمن میں رہے

لگن گلوں سے رہی باغباں سے لاگ رہی
مثالِ بلبلِ بے خانماں چمن میں رہے

زبانِ حسن پہ جب تک ترا ہی نام رہوں
مروں تمہی پہ میں جبتک یہ جان تن میں رہے

لگے گی مثلِ شمع سوز جگے محفل میں
اسی میں خیر ہے ہم گوشۂ وطن میں رہے

نکل کے میان سے خنجر دکھائے گا جوہر
مزا نہیں ہے کہ بیدم تیغ دہن میں رہے

غزل

کسی بیکس کی حالت آج اس دنیا سے ہوتی
کہ حسرت آرزو نے کے گلے مل مل کے روتی ہے

ابھرنے بھی نہیں پاتا ہے جسکو ڈبوتی ہے
محبت ان بتوں کی دین و دنیا کو کھوتی ہے

جلانے کو مرے وہ غیر کے پہلو میں بیٹھے ہیں
مری حسرت مری محرومی قسمت پہ روتی ہے

کہیں میرا طریقہ انکا بھی دل آئے تو پھر کہدوں
کہ دیکھا آپ نے سرکار الفت ایسی ہوتی ہے

نمونا خال کا اُس عارضِ روشن پہ کیا معنی
کہیں تحریرِ الفت میں کجی پر نقطہ بھی ہوتی ہے

وہ اونکا سادگی سے پوچھنا اظہارِ الفت پر
محبت کیسے ہوتی ہے محبت کیسی ہوتی ہے

وہ کشتِ نظم کا شاداب کرنا سہل سمجھے ہیں
زمینِ شعر بنتی خونِ دل کھا کھا کے جوتی ہے

کہاں کا شعر کیسی نظم اور فکرِ سخن کیسی
بس اتنا ہے کہ قائل ہیں جو ہونا تھا سو ہوتی

پشیمانی مری عصیاں کے آڑے آگئی بیدم
سیاہی نامۂ اعمال کی اشکوں سے دھوتی ہے

غزل

گمگلو بابا

شبِ غم کچھ نہ پوچھو کیسے تیر ہوتی ہے
جو ہم قسمت کو روتے ہیں تو قسمت ہم کو روتی ہے

کوئی بیٹھا ہوا اندر ہی اندر دل مسلتا ہے
کلیجے میں کسی کی یاد نشتر سے چبھوتی ہے

خودی میں جب نہ کھوئی تو پھر کیا خاک جلائے
کہ حسرت کیا بلا ہے آرزو کیا چیز ہوتی ہے

محبت اور حسینوں کی محبت حضرتِ ناصح
کہیں کھوتے جاتی ہے کہیں گم کر دیتی ہے

نصیب کیا غم ہے ہم اندر کی میں جنت اوسے
مری تر دامنی کب شیخ کا غرہ جگوتی ہے

ہم اپنے دل کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہیں بیدم
نہ ہوتا تھا سو ہوتا ہے نہ ہوتی تھی سو ہوتی ہے

جسے تو مل گیا وہ کب شہنشاہی کا سائل ہے
ترے ادنیٰ گدا کو دولتِ کونین حاصل ہے

رسائی کوچۂ زلفِ رسا تک سخت مشکل ہے
عجب پیچیدہ راہیں ہیں عجب دشوار منزل ہے

پریشاں ہے گل و غنچہ خزاں کا نام سنتے ہی
کہیں ہیں نوحہ خواں قمری کہیں شورِ عنادل ہے

مجھے دکھلا کے میرا دل وہ چٹکی سے مسلتے ہیں
تڑپتا ہے تو فرماتے ہیں ہنسکر چلبلا دل ہے

بہائے خون مجھے لینا نہیں جب داور محشر
پھر اسکا پوچھنا کیا ہے کہ تیرا کون قاتل ہے

سیہ احرام پہنے قیس نے کعبے کو جب دیکھا
تو گھبرا کر پکارا وہ ہماری لیلیٰ کا محمل ہے

وہ محبوب ہیں یکتائے زمانہ میں تو اے بیدم
ترا دعویٰ بھی سچا عاشقی میں تو بھی کامل ہے

غزل

ہوش چلے مجھے اڑنیکی خبر کرتے ہیں
پر مرے قوت پرواز اگر کرتے ہیں

مر گیا میں تو وہ سہلاتے ہیں سینہ میرا
اب علاج خلش درد جگر کرتے ہیں

آپ کو آپ کی خوبی نے کیا ہے بدنام
مجھکو رسوا مرے دیدۂ تر کرتے ہیں

عشق اور عشق میں ترقی جو ہو سر پر افتاد
مسرت دل ہی سمجھتے ہیں گزر کرتے ہیں

آج ہوتے ہیں تو کل یاد کریں گے بیدم
اسی امید پہ ہم عمر بسر کرتے ہیں

وصل کے جب اونسے ہم سائل ہوئے
بنتے ہوئے کب ایسے قابل ہوئے

جب تصور کرکے آنکھیں بند کیں
اونکی بزم خاص میں داخل ہوئے

دختر رز بے پردہ ہونے ہی کو تھی
شیخ بے موقع کہاں نازل ہوئے

کثرت مجنوں میں تھے صحرا نورد
بنگئے لیلیٰ صاحب محمل ہوئے

شوق نے کی رہنمائی عشق میں
خضر گرد کاروان دل ہوئے

سخن پیدا نہیں شاید ہوا سب
لہو کے اپنے آپ ہم تو ہی ہوئے

[illegible] نکھو کو ذرا سے [illegible] ہوئے
وہی [illegible] بیدم تو سو بیدل ہوئے

[illegible] پیدا ہوئی
اب جب شیخ نے دین و دنیا بنا لی

[illegible] ہی پیالی
اوٹھا شیخ اور اوقد کے پگڑی اچھالی

[illegible] ہیں سوالی
خدا کے ولی او خدائی کے والی

[illegible] نقشہ
زمانے سے تیری ادائیں نرالی

تھی تیری کی قسمت [illegible]
ترے [illegible] وقت ہی [illegible] میں خالی

[illegible] جب [illegible] دل
تو پھر زندگی کیوں خوا استعمالی

[illegible] مضمون کر کا ؎
تخیل جستجو کر کے نازک خیالی

مرے [illegible] نشہ کر مجھکو ہوگا
تو دے اپنے ہاتھوں سے بھر کر پیالی

تمہیں ہو مری زندگانی کا مقصد
تمہیں میرے اندھیارے گھر کی اجالی

عبث ان زمینوں میں لکھتا ہے بیدم
نہ نکلے کوئی جن میں مضمون عالی

غزل

خوبان تمام میں نہ ہمیں آیا پسند
تیرا خیال پیارا تری آرزو پسند ؎

اب بھی ہے اپنی اپنی پسند اپنا اپنا شوق
مجھکو عدو پسند ہوا مجھکو تو پسند

حسن آپکو عدو کو شب وصل کی عطا
مجھکو دیا خدا نے دل آرزو پسند

انداز و ناز و غمزہ جو چاہئے سو کیجئے
پردہ نہ کیجئے ہوا ہو عدو پسند

بیدم مزار ہو جو قریب چمن میں تو ہوں
اپنا وہی ہے یار ہے جسکو تو پسند

غزل

مجھے ہے عشق میں خاک در جاناں کی قسم
اب بھی تسکین ہے انہیں جنبش داماں کی قسم

حشر ہے آج تو بے پردہ دکھا دے جلوہ
تجھکو اے یار مرے چاک گریباں کی قسم

تجھ پہ مرنے کو سمجھتا ہوں حیات ابدی
آرزو کی قسم حسرت و ارماں کی قسم

تیرہ بختی نے ہمیں وصل سے محروم رکھا
شب ہجراں کی قسم شام غریباں کی قسم

جی الجھتا ہے خدا کیلئے زلفوں کو سنبھال
اپنے بیدم کے تجھے حال پریشاں کی قسم

بس اتنی دیر ہے ساقی اشارہ تیرا پا جائیں
پیالے کیسے الا اللہ کہہ کر خم چڑھا جائیں

یکجنبش یوسف بے کارواں کیلئے آزادی
مری آنکھوں میں آجائیں مرے دل میں سما جائیں

ہمیں اٹھنے نہ دیگا ہماری وضعداری نے
گر اٹھ نکلے تو نکلے جو آئیں تو کیا جائیں

سنا جاتا ہے وہ بیباک ہیں پر تو حجابیں
کہ باہر آکر پردے سے ہمیں جلوہ دکھا جائیں

یہاں تک جستجو کرنے پہ آمادہ ہیں بیدم
کہ کھو جائیں بلا سے آپ لیکن انکو پا جائیں

غزل

ہم کو امید ہی آرزو نہیں جاتی
آپ کہہ گئے لیکن جستجو نہیں جاتی

لطف زندگی گویا اب و لنوا بیٹھے
بے وفا شعاری کی ولے خو نہیں جاتی

ہر فلک جگر ہو گیا ہو گر سنتے ہیں
نالۂ دل شکستوں کی یاد ہو نہیں جاتی

معتقد ہو گئے ہیں دل سے تجھ کو نعمت
ایک اور تجھ سے ملنے کی آرزو نہیں جاتی

جیتے جی ہیں سوائی بیدم اس توقع پر
عاشقان صادق کی آبرو نہیں جاتی

جھوم کر آئی ہے وہ کالی گھٹا
ہو کہیں ساون میں متوالی گھٹا

وہ چلی آتی ہے لہریں مارتی
کوسے کالے گیسووں والی گھٹا

نور ہے نور کی برسات ہو
جیسے ایسی برسے والی گھٹا

ان اللہ فیض ہے میکدہ
پھول برساتی ہے متوالی گھٹا

بیدم آ جائے گا وہ ابر کرم
یوں نہیں جائیگی یہ خالی گھٹا

— حاذق حیدرآباد

پھر نیا کچھ جز فقیرانہ سے مجھکو گلا کچھ بھی نہیں
بے تری رحمت کرم اے میرے خدا کچھ بھی نہیں

آنکھ تو آنسو رواں ہے ہیں یاد بہار
اب چمن میں خاک اڑنے کے سوا کچھ بھی نہیں

نغمہ سرے عیش کو کیا ذکر جب آئی خزاں
بلبلو تمہیں اب بجز شغل بکا کچھ بھی نہیں

تو ہی تو ہے کعبہ و دیر و کلیسا میں مقیم
اپنا تو ایمان ہے تیرے سوا کچھ بھی نہیں

تو ہی تھا تو ہی رہیگا اول آخر ہے تو
گل فنا بلبل فنا گلچیں فنا باقی ہے تو

تیرے آگے ان حسینوں کی ادا کچھ بھی نہیں
باغ عالم کی بہار جانفزا کچھ بھی نہیں

آ گلے لگجا مسیحا پھینک اس تریاق کو
درد بیدم کی بجز اسکی دوا کچھ بھی نہیں

غزل

سہوں کس طرح سے ستم ترے کہ ستم کے سہنے کی خو نہیں
میں وہی ہوں خستہ و ناتواں مگر اب وہ چارہ سا تو نہیں

نہ تو چرخ ہے مری گھات میں نہ رقیب ہے مری تاک میں
بجز ایک میرے نصیب کے مرا اور کوئی عدو نہیں

رہیں غوطہ زن تری یاد میں یہی پاکبازوں کا غسل ہے
تجھے سجدہ کرلیں خیال میں کہ یہاں پہ شرط وضو نہیں

ہمیں کیا جو بزم سرور ہو یہ حسین کیا ہیں جو حور ہو
ترے اک نہ ہونے سے ساقیا ہمیں لطف جام و سبو نہیں

ترے چھپتے ہی سرخوش ادا گیا گذرا بیدم بے نوا
ہوا چاک دامن صبر واں کہ جہاں یہ جائے رفو نہیں

غزل

نہ خوف دوزخ نہ شوق جنت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

مجھے برابر ہے بحق وراثت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

برہمن خدا یم ہے قول میرا میں انا الحق کا زمزمہ خواں
یہی ہے راگ اپنا یہی گیت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

اسیر و حلقہ بگوش الفت ازل سے آزاد و کیش و مست
نہ پوچھو واعظ مری حقیقت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

مجھے برابر ہے دیر و کعبہ برہمن و شیخ و گبر و ترسا
نہ ان سے رغبت نہ ان سے نفرت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

سراپا بیدم نیاز ہوں میں غلام شاہ حجاز ہوں میں
ہے کوچہ یار میری جنت میں وارثی ہوں میں وارثی ہوں

سہرا

رکھا ہے شوق شہادت خنجر قاتل کے سر سہرا
تجلی جمال روئے ماہتاب روز افزوں
ہوا ہے تیغ قاتل کے گلے میں متصل یہ
امام الاولیا تیرے خزانے میں کمی کیا ہے

بندھا ہوئے قیس اپنے سہانے محمل کے سر سہرا
مبارک نور کا میرے مہ کامل کے سر سہرا
وفاداری کا باندھا عشق نے بسمل کے سر سہرا
بندھا ہوئے گوہر مقصود کا سائل کے سر سہرا

بدن پر ہو گی جا بجا بیدم زخم کافی ہیں
بندھا ہے عہد وفا کا عاشق بیدل کے سر سہرا

سہرا

دُرِّ انجم کا بنا کر مہِ خاور سہرا
اور اک باندھ دے اس سہرے کا اوپر سہرا

بوسہ لینے کو ترے چاند سے رخسار کا
دلِ عاشق کی طرح ہوتا ہے مضطر سہرا

فرطِ شادی سے کلی بن گئی ذرّہ اک گل
اپنے جامے سے ہوا جاتا ہے باہر سہرا

بن گئی مردمِ دیدہ ترے چہرے کی ضیا
رہ گیا لوگوں کی نظروں میں سما کر سہرا

چشمِ موسیٰ کی تجلی ہے مری آنکھوں میں
جلوۂ طور دکھاتا ہے لٹک کر سہرا

رخِ نوشاہ سے بڑھ جاتی ہے توقیر کچھ اور
گرچہ ہوتا ہے دلہن کے لئے زیور سہرا

تو بنے سر اپنے چڑھا کر جو نوازا ہے اسے
اس لئے تیرے قدم لیتا ہے جھک کر سہرا

مرحبا صلِ علیٰ خوب ہی لکھا بیدم
جھوم جھوم اٹھیں گے سن سن کے سخن سہرا

تضمین بر قطعات

قائلِ دیر نہ ہم معتقدِ بیت حرم
بندۂ عشق ہیں نابندۂ ہم پہ بہم

ایک کیا لاکھ میں پوچھو تو یہی کہہ دیں ہم
قصرِ جنت چہ کنم کوچہ یارے دارم

ترسِ دوزخ چہ کنم روئے نگارے دارم

قلبِ عاشق ہوں کہ بے چین ہی رہتا ہوں سدا
یا میں دیوانہ ہوں بیدم کہ ہوں تابعِ صحرا

دیدۂ شوق کی پتلی ہوں کہ ہر لحظہ ہوں وا
یا ہوں مجنوں بہ تمنائے جمالِ لیلیٰ

روز و شب چشم بسوئے ناقہ سوارے دارم

دیگر

اے کماندار ترے تیر کے جاؤں واری
زخم دینے پہ بھی منظور رکھی دلداری
بلے شوخی تری اللہ رے تری عیاری
ہمہ را بستۂ گیسوئے پریشاں واری
غمزۂ خاص بہر گبر و مسلماں واری

دام گیسو ہیں تو شمشیر ہے وہ چشم کحیل
ہے غضب آفت جاں اُن کا سراپا ہے جمیل
قصہ کوتاہ اِس اجمال کی سُنئے تفصیل
مثلے ہست کہ آتش بہ متاع مفلس سیل
بہر دل بُردن من صورت انساں ہی

مخمس بر غزل آولق

ہماری جان ہو یا جانِ جاں جہاں تم ہو
ستمگر ہو ستم ہو مہر ہو یا مہرباں تم ہو
نظر کے نور ہو یا جسم کی تاب و تواں تم ہو
کسی کی آنکھ میں پنہاں ہو یا دل میں عیاں تم ہو
غرض ایمان و دیں ہو جاں ہمیں سب کچھ جہاں تم ہو

ادھر بلبل کا نغمہ ہے ادھر قمری کی ہے کوکو
اُسی کی منتظر نرگس اُسی کی گل میں ہے خوشبو
تمنا ہے دلِ مشتاق کی نکلے کوئی پہلو
ہمیں بھی ساتھ لے لو ہم بھی ڈھونڈیں گے اُسی کو سو
بتا دو اے خدا کے ڈھونڈنے والو کہاں تم ہو

جو تم گل ہو تو ہم بلبل تصدق جان و دل سے ہو
اسی پردے میں ہم ہی الفت کا حاصل ہے
ہمارا جذبۂ دل سچا ہمارا عشق کامل ہے
تمہارے اپنے تصور کے سبب ہر جا وصل حاصل ہے
جہاں تم ہو وہاں ہم ہیں جہاں ہم ہیں وہاں تم ہو

دلا سے تو یہ موقع ہمیں مرور کے لے لیجیے
ابھی بیٹھے بیٹھے کیا ہے جا تم انتظار کے لے لیجیے

تکلف چھوڑیے صاحب ذرا اُٹھ کر گلے مل لیجیے
غنیمت ہے شب عید و گلے جی بھر کے مل لیجیے

سحر ہوتے خدا جانے کہاں ہم ہوں کہاں تم ہو

سخن میں رتے میں دنیا میں ہزاروں لائق فائق
زمانہ حضرت بیدم ہی ہو تو آپ کا شائق

لیاقت ذاتی سے کہلاتا ہے ہر شخص ہی لائق
اگر وہ نکتہ چیں خوش ہو تو میں جانوں ہنر ناحق

وگرنہ یوں تو سب کہتے ہیں کہ خوش بیاں تم ہو

بھاکا

بھجن

ہم سے کری ازیت رے موہن
کو کرنی ہے پریت رے موہن

دیوا جوت پتنگ کو آئی دیکھ او جیر
ولکیت اندھیری ہو گئی ہو گئے کیسا اندھیر

دین دھرم تن من دھن تج کر گا
آگ لگے اس پریت رے موہن

تم سے دل تب لگا بیٹھو تم بیچ کا ہوے
دونوں نیہ نین ہیں اب نیناں کو روے

برہا کی بپت پڑی ... بھاری
سنگ رے وناں گئے بیت رے موہن

دیال یہ پت انگی کنہیں کمال
سر کاٹے سول ڈی بورسیتے پتال

حسن حسین شمس منصورا
کر کے بیٹھے تم بیت رہی موہن

کرتا کرتا گت سائیں رکھن انہوں نام — بیدم سر بڑا میاں اور آپ کریں سب کام

ان کرنے کو جا ہو لیکھا
باروں بار توری جیت رہی موہن

بھجن

برہا بیت گئی من ات ہوئی
پی کے سگے بن جانت سوئی

سندھ میں پڑیں پیو کے رنگوں بسور بسور — ہیرا جیون پایا ہو تک لوں کہیں کماوں ہوں پھر
ڈوب مروں کیوں اس من ہوئی

اے مورکھ من پاؤرے سو توہی رام کی مار — تیرن میں بیت بڑا ہوئے کے ہوے اوری بیچ دھار
اپنی لاج ہمری پت کھوئی

پھول لوٹے کے ڈالیں بیلے سیس چڑھو — بجو روپ کلاسے کے گورے بدبو پرو
کرم لیکھ دھوے نادہوئی

آپنڈا مورے آنگناں سو توری بلیاں لوں — موری بات جتا دو سو جو مانگے سوئی دوں
بھرے پیا سے لن کب ہوئی

تاندلا دے کے چل بیٹھے سو پیتم پہلی رات — نا آون کو کہہ گئے نا موہ کا لے گئے ساتھ

اس کہو کا نہ بسرے کوئی

ایک شیام تورے بنا سونگری لگے اُجاڑ روت روت گُھل گے سو اتسو بن باڑ

بیدم اس کب لگ کو ڈروی

بھجن

اے من موہن وارث پیارے موے بیگ بلا اپنی نگری

ترکت ہیں نین تورے درس بنا جیا تلپت ہے مورا ہو گھری

پیا پیا سے رٹے کاگری ہو موے چاند چھپت کا بدری ما

تم بن میرو چیت کو چیت بھیو موسے سوجت بنے دُنیا وہندری

موری ڈری عمر اسماگ لیو میرو پیارے پیارے بچھوڑ کیو

موے بیچ دھار میں بوڑ دیو اب پہنا تجنے کہا یہ کری

مورے اوگن پہ نہ نگاہ کرو تم اپنے سگے کو نباہ کرو

مہاراج تمہیں موری پیاجیئے لاج میں تمہاری ہوں ابتو بھول دیری

میں ہی پار آپار آکار بہم میں ہی آپ سے آپ ملی بچھڑی

تمہاری اگن بہانا تحمل بیدم میں ہی اپنی اگن آپ جری

بسنترا

برج کے بنرے وارث کی بلہاری

بلہاری تیرے وارث کے بلہاری

موہنی مورت سیلے نیناں چھب چنچل اَت پیاری
سیس اوگھرلٹ گھونگروال کا ندب کا نور کاری
ہر باسے نبر سے وآرث کی بلہاری
انبیا اولیا چلے براتی غوث قطب
دین بندھ جگ داتا وارث بیدم تو رہ بکاری
ہر باسے نبر سے وآرث کے بلہاری

ٹھمری بھیروں

اب مورے ساتھی بچھڑ گئے
کا بیدو جیا مورا دھیر دھرے
اون بن بیاسو انکسوں بہاوے   رو رو کر جیا میں ہوک اوٹھے
اب مورے ساتھی بچھڑ گئے
رووت رتن دھرو نینن سیں   اندھیری بھئی کا سو جیو پرے
اب مورے ساتھی بچھڑ گئے
کیہو کاگ درس دیو وارث   کو تم بن بے موت مرے
بیدم واس پیر مورے جیا کی
بن وارث کو میٹ سکے

شادرہ ٹھمری

یا غوث اعظم قطب ربانی

محی الدین محبوب سبحانی

کس بیرن نے پیر گنادو   بگڑی بات وا[illegible]

علی تن کے لال نبی جی کے جانی

یا غوث اعظم قطب ربانی

صورت اپنے ناتق وارث کا   ٹوٹی نیا کو پار لگا دے با

بیدم کے داتا مہادانی

یا غوث اعظم قطب ربانی

ٹھمری

پیا منجدھار پری موری نیا پار کرو موری سانوریا رے   گہری ندیا ڈوبی پڑی کیسے پار اتروں یار رے

کیسے پار لگے پیا بیدم

آن ادھار دو سانوریا رے

پیا منجدھار پری موری نیا

کانگڑا

نگریا بسا دیو موری

ارے ہاں نگریا بسادیو موری

وارث پیا ہوسے بنگے ساڈے نوں — گھر دیسا دے جو گھر نی

نہ ہاڑے نی بہار نی گھر نیں — ہو سکے تا جیں سمجھ نی

گھر دیسا دے ہو بنی

آپ تے سوانی پیا آکڑے — اوہ دوسے ڈونی لڑی

گھر دیسا دے ہو بنی

تو تیرا تیں سکے اپنے والے — ہم تیرے بیں تیری

گھر دیسا دے ہو بنی

بیدم وارث تیرے حبیب

تو جان آرتی جیسی ہی

گھر بیٹو

گانا [illegible]

ذکر یا آتش ہوسے سلطان کی
خوش وا بیاں زندہ سات تیرے میں
خوش تا قدر ہو وارث میں
اے حسین ابن علی سے آؤ تے

تیرہ دین لعبہ ایمان کی
کا بگر آئی قطب ہندوستان کی
تیرے حمت اپنے دیس بیان کی
اے خبر مجھ بے سر و ساماں کی

بیدم اپنے سو وفد قربان ہو
تم نے آ کے کیا حقیقت جان کی

داورا

ماری کٹریا گھماے کے خواجہ پیارے عجب توری نین

اے وہی رے خواجہ پیارے عجب تورے نین

پھول لیو دین دوبہرم سب میرو　　کرکے کرم امین حسین عجب تورے نین

ماری کٹریا گھماے کے

جیب دکھلاوے جتاں جو گنیاں　　چمین لیو سنگ چین عجب تورے نین

ماری کٹریا گھماے کے

علی و نبی تورے جائیں بلہاری　　صاحب کے حسن حسین عجب تورے نین

ماری کٹریا گھماے کے

ہند الول سدا لیو بتیہ مرکی　　بیاکل رہے دن رین عجب تورے نین

ماری کٹریا گھماے کے

داورا

وارث لالا جگت اوجیالا

جگت اوجیالا جگت اوجیالا

جوگیا بھیس کیو نتکیا نے　　کانن کنڈل گلے مرگ چھالا

جگت اوجیالا جگت اجیالا

سنیت وو کان لوٹماسے کلروا　　جو کا دیکھو کرے متوالا

جگت اوجیالا جگت اوجیالا

گگنی زگن واسن کو ہوامی　　　اِن گھیرے جن گھیرے گوالا

جگت اوجیالا جگت اوجیالا

بیدمؔ رادھا شیام پیا وارث　　　تول نبی نبرا مہریا لا

جگت اوجیالا جگت اوجیالا

دادرا

گوریا دیکھ سے دکھلاے　　　پوچھے سے بتلاسے

گوریا دیکھ سے دکھلاے

تول سے جگ دولھا وارث　　　اَت سندر مہراے

گوریا دیکھ سے دکھلاے

زگنی سُن صاحن میں براجیں　　　وہی وہی جگت اوجیالا

گوریا دیکھ سے دکھلاے

جو مست چال چلیں ہر وارث　　　کو کو سمجھے متوالا

گوریا دیکھ سے دکھلاے

بیدمؔ ہم جن سلونے پاسے　　　کاری کانور والے

گوریا دیکھ سے دکھلاے

دادرا اردو

تم سے کیسے محبت نباہیں

یوں کہنے کو تو مجمع حسینوں کا ہے مگر
جسکو دیکھو اسکی تمہاری طرف نظر

ٹوٹی پڑتی ہیں تم پہ نگاہیں

دل مبتلائے درد ہے آنکھیں ہیں تشنۂ یار
نالوں سے ایکدم کو فرصت نہیں ہے بس

کرتے کرتے تھکے جستجو میں

کیونکر حواس ہوں جو ہے کیونکر اضطراب
دل سا رفیق دیتا ہے فرقت میں یہ جواب

ہم تو خود درد میں مبتلا ہیں

رنج بیدم کا مبدل بہ مسرت ہو جائے
سختیاں سہل ہوں تکلیف بھی راحت ہو جائے

شاہ وارث اگر آپ چاہیں

رنگ ملہار

میگھا برسے رے شبھ گھڑیاں

آؤ کھیلیں سکھی رنگ رلیاں

چلا میگھ نبی گھر برسے
بھر گئے تال بن لاگیں ندیاں

میگھا برسے رے شبھ گھڑیاں

دوسرے میگھ علی گھر برسے
چھلکیں بھری گگریاں

میگھا برسے رے شبھ گھڑیاں

کیسر مینگ تو ابن کر برسے　　پھوٹے گلاب کمل اگیں کلیاں

میگھا برسے رے شبھ گھریاں

وارث گھر امرت رس برسے　　جس موتین کی لڑیاں

میگھا برسے رے شبھ گھریاں

بیدم نور کے بدرا چھائے　　برست رم جھم بوندیاں

میگھا برسے رے شبھ گھریاں

ملھار روگ

کہاں لگائی تینے بیر رے　　مرے پردیسی پیارے

کہاں لگائی تینے بیر رے

پیہرے سسرال کی سوجھا　　جہ سے نند سوا سے رے

نیہرا نجا سے بن سونوں　　کلپے موراجیرا

مرے پردیسی پیارے

بن پیا نیہر اندھیرا　　جس بن باقی گھر رے

کو سانوں کی چوریاں بناوے　　کو دیوے موے چھیرا

میرے پردیسی پیارے

آ موری نیا کے گھر کی اجریا　　بابا کی انکھوں کی جوت رے

Scanned with CamScanner

توبن بھاوت پھول اس کھلی   جر جر بھا رنگ پیرا

مرے پردیسی بیرا رے

جمہ کا بچیرا ہوے سنگانی   بیدم اُوہ کر پوپنچے

جمہ کے جیُو گے سو ہی بنجا   کا جانے بے پیرا

مرے پردیسی بیرا رے

دیگر

سکھی بن سینان سونون

گھر بار بن سوروا

ساون آئے پیا گھر نا ہین   کُنہ کو اوے کریہوا

دیکھ دیکھ ہنڈولا کی لہرین   جب دایت طبورا

سکھی بن سینان سونون

بدرا کی گرج جب پیا کی تیم   سہمے دیکھ کے جیروا

داؤر مور کو لیپا گھرے   پپیہا کرت کلیلوا

سکھی بن سینان سونون

جہاں سوہاگ کی سو بہادیوا   کب کے رچاؤن مندوا

کلپ کرون سنگھا رین بیدم   کا پر ڈارون پہلیوا

سکھی بن سینان سونون

دادرا چھٹا

دیوے باشی کرشن کنہیا دارشنے دور کے اور وہار | سیس او گو کرشن لمو کہہ دیاں کا نہ جسے موہے کامر کوری

دیوے باشی

سوانگ راشن علی کے بیدوا جیگو ارن ودا ہے | سندروپ ماکھیوتی تسے تین کوکاے جیاری

دیوے باشی

نسدرن نندلال، پداگن تر زدوار، کروون پاگن | گوگرید ہرگو بند گوسائیں موہن بنسی نان مراری

دیوے باشی

بیدھم او نسے من ین [illegible] | تم بن ہجرت میں ترپت جیتر وسوامی دیکھو شیاماری

دیوے باشی

بقیہ غزلیں

خدا رکھے تمھیں ہم وصل و ہجر امکان نہیں
تمھیں کیا جانو گلابوں سے اڑا دو تم گلستان میں
ست بن گلو لگے ہیجو زادی میسر ہے
جو سنے کے ستے زخم جگر کے درد کی لذت
خداوندا مری دیوانگی کو پردہ رہ جائے
ہمیں کیا ہے ناصح مدتوں تک عشرت عشق

تمنا سے ہیں قوم کی ساری فن پر گلستان میں
ہماری رات بھی کٹ جائیگی وہ درباں میں
نسیم صبح کی مانند پھرتے ہیں گلستان میں
طبیبوں نے بھی مرہم رکھکے بھیجا ہو نمکدان میں
جنوں ہی ہے آج پھر جھنی کی وحشت گریباں میں
گدائی کر چکے ہیں جو چیڑ چاک گریبان میں

نہ رک اے دست وحشت مشغلہ جاری رہے تیرا
ابھی باقی ہیں کچھ دھجیاں جیب و گریباں میں

نہ سمجھے تھے یہ بنیاد کعبہ ڈالنے والے
کہ اک دن تفرقے ڈالے گا گبر و مسلماں میں

وہی بحر الم سے پار کردینگے تجھے بیدم
بچایا ہے جنھوں نے نوح کی کشتی کو طوفاں میں

اے دل طلب جلوۂ جانانہ سمجھکر
پھونکے گئے شمع تہ حسن نہ پروانہ سمجھکر

وہ شمع ہے جبتک مرا مشتاق نہیں ممکن
گو لاکھ جلاے کوئی پروانہ سمجھکر

دیکھا نہ جب اک بت سوا یار نے کوئی
گھبرا گیا دل میں مرے ویرانہ سمجھکر

کل خوابگہ ناز میں جاگی مری قسمت
سنتے رہے شب بھر مرا افسانہ سمجھکر

ساقی حرم و دیر سے مستوں کو غرض کیا
جا بیٹھیں ہی تو شاید کبھی میخانہ سمجھکر

اے طبع کہاں سرو کہاں طوبے و شمشاد
کہنا تھا مثال قد جانانہ سمجھکر

سوز دل عاشق سے ترا نام ہے روشن
اے شمع جلانا یہ پروانہ سمجھکر

لے کانے دل اسکو کروں جانب میخانہ
ساقی ترا اور بادا میرانہ سمجھکر

ہشیار ہیں بیدم انھیں دیوانہ نہ سمجھو
ویرانے کو جاتے ہیں جو ویرانہ سمجھکر

کچھ تو ہیں جو اٹھے اے دل بیقرار کیوں
قطع ہوئی امید جب پھر ہے یہ انتظار کیوں

بخشی ہیں دونوں ہاتھ سے ایمان کے جہاں
آپ ہیں مجھ سے بدگمان مجھ کو ہو اعتبار کیوں

پاس حیا و شرم ہے انکو تو پردے میں رہیں
آتے ہیں کیوں خیال میں کرتے ہیں بیقرار کیوں

عشق کیا تو شیوہ ہے شکوہ ظلم و جور کیا
میکشی اختیار کی تلخی ہو گوارا کیوں
بخشش غیر کا اگر آپ پہ کچھ نہیں اثر
دل سے بے پروا ہوا بیکون آنکھیں میں الجھا کیوں

بیدم خانماں خراب مر گیا مرنے دیجیے
روئے حضور کی بلا آپ ہوں سوگوار کیوں

اونکے پہلو میں جو میرا دل ناشاد رہے
پھر مجھے بھولنے والوں کو مری یاد رہے
سرو بنکر رہے باصورت شمشاد رہے
تیرے پابند ہیں گو سب ہم آزاد رہے
تم سلامت رہو گو غیر کا آباد رہے
تم کو کیا شاد رہے یا کوئی ناشاد رہے
آنکھیں وہ آنکھیں ہیں دیکھا ہو جنھوں نے تجھے
دل وہی دل ہے کہ جس میں تیری یاد رہے
لے باقی جو صبا اونکی گلی سے سبکو
خاک ہونے پہ بھی ہم عشق میں برباد رہے
لبتک آہیں مری تاثیر کا رستہ دیکھیں
جی میں گھٹ گھٹ کے کیا نالہ و فریاد رہے
لے وہ وقت نزع اون کا آنے دینا
اور مرا رو کے یہ کہنا کہ مری یاد رہے
دل مرحوم کا اوٹھ جائے جنازہ گھر سے
قیس کا سوگ ہو پھر ماتم فرہاد رہے

راس آتا نہیں دل کا لگانا بیدم
ہم تو جب تک ہے اس عشق میں برباد رہے

س
تیجرہ ۰ ۰ نق

وہ اکدن بے نقاب آجائیں روئیت ہو تو ایسی ہو
سراپا آئنہ بنجاؤں حیرت ہو تو ایسی ہو
نظر آجائے تیری بزم میں وصل کی نوبت
چمک تجھ میں اگر ائے داغ حسرت ہو تو ایسی ہو
بظاہر بند رہوں نظروں سے لیکن پاس ہوں دل کے
جو دوری ہو تو ایسی ہو جو قربت ہو تو ایسی ہو

تیری چوکھٹ پہ سر رکھ کر قیامت تک نہ اٹھے
کسی بیمارِ فرقت کو نقاہت ہو تو ایسی ہو

کسی کروٹ کسی پہلو نہ آئے چین بیدم کو
تڑپ تیری اے دردِ محبت ہو تو ایسی ہو

مرحبا اے گلِ گلزارِ رسولِ عربی
جانِ حسنین ہے اور دلِ زہرا وارث
مجھ سے محتاجوں کو بے مانگے ملا کرتا ہے
ابرِ رحمت ترے قربان برس جا آکر

سارے عالم میں ہے شہرت تری عالی نسبی
نورِ چشمِ علی و سبطِ رسولِ عربی
عرضِ حاجت تری سرکار میں ہے بے ادبی
بڑھ گئی تشنۂ دیدار کی پھر تشنہ لبی

مرضِ ہجر سے بیدم کو شفا دے صدقہ
اے مرے مایۂ جان میرے طبیبِ نبی

نور سے آنکھیں ہیں ہمیں ضیائے وارث
دل کو خوشی کیا غم سے نے خدا شاد رہے
کیمیا کی ہوس ہم کو نہ زر و مال سے کام
جب ملے کام زباں کو اسی درد میں رہنا
نورِ خورشید سے معمور ہے ذرہ ذرہ
مال و زر پاس نہ پروائے زر و مال ہمیں
بار ہو جاتا ہے آئینے میں جیسے نگاہ
کام نا ہو سکے آگے تو ہوں کی گستی

ماہ و خورشید بھی ہیں نقلِ ردائے وارث
کر گئی کام کلیجے میں ادائے وارث
مجھ کو اکسیر ہے خاکِ کفِ پائے وارث
کرتے رہتے ہیں مرے روح ثنائے وارث
کیوں نہ ہو میرے سراپا میں ادائے وارث
بسے نازنیں کہ ہر ہی میں گدائے وارث
دوستو آنکھوں سے دل میں اتر آئے وارث
کون ہے دیوانہ زمانے میں جو ہوئے وارث

ایسی آنکھوں کے تصدق مری کہیں بیدم
دوسرا دیکھ نہ پائیں جو سوائے وارث

سہرا

چاند سے رخ پہ ترے نور کا ہالا سہرا
مطلع صبح سعادت سے ہے ابھرا سہرا

سورۂ نور ہے مکھڑا تو یہ سہرا تفسیر
صبح امید ہے یہ رخ تو اجالا سہرا

بقعۂ نور ہے یا مشعل بزم عشرت
شعلۂ طور ہے یا شمع تجلی سہرا

نور بیلا اور بندا تجھے حسین کے سر پہ
منزلت میں ہو نہ کیوں آج دوبالا سہرا

دُرِّ شہوار کی لڑیوں پہ نگاہیں پڑ کر
بندھ گیا سہرے پہ اک تار نظر کا سہرا

یہ منتیں ہیں پھولوں کی لا اور مری پیار لڑیاں
اچھے نوشہ کو ہے چاہیے اچھا سہرا

رخ نورانی پہ نوشاہ کے پڑ کر بیدم
مدح کرتا ہے انا النور کا دعوا سہرا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یا غفور الرحیم یا اللہ
رحم کر دیکھ میرا حال تباہ

کیا کہوں تجھ سے اپنا حال سقیم
کل کا عالم ہے تو خدائے علیم

تجھ سے یا رب مرے چھپا کیا ہے
حاجت عرض مدعا کیا ہے

تو علیم و خبیر ہے اللہ
تو سمیع و بصیر ہے اللہ

یا خدا قادر و قدیر ہے تو | ناتوانوں کا دستگیر ہے تو

تیرا ثانی کوئی نہیں پیدا | اے سدا بے تغیر و تبدیل

میں ہوں ذرہ تو صانع مہر و ماہ | اور میں محتاج میں تو شاہنشاہ

کوئی ہمدم و ندیم مرا | ہے تو اک تو ہے اے کریم مرا

رحم کر مجھ الم رسیدہ پر | بندۂ بیچ ہیں دریدہ پر

میں ہی کیا کیا ہے حقیقت مری | میں ہی کیا اور کیا بساط مری

مجھکو سب کچھ ہے تجکو بات کی بات | تو اگر چاہے غم سے پاؤں نجات

اپنے عز و کمال کا صدقہ | اپنی شان جمال کا صدقہ

اپنے پیارے رسول کا صدقہ | باغ وحدت کے پھول کا صدقہ

چار یاران باصفا کا طفیل | کل شہیدان کربلا کا طفیل

حضرت غوث پاک کا صدقہ | اونکے قدموں کی خاک کا صدقہ

خواجہ ہند اولی کے صدقے میں | نور چشم علی کے صدقے میں

خواجۂ خواجگان کا صدقہ | قطب ہندوستان کا صدقہ

خواجہ محبوب الٰہی کا طفیل | پیارے مخدوم کلیری کا طفیل

میرے وارث کی خاک پا کا طفیل | سرور چشم اصفیا کا طفیل

رحم کر مجھ پہ اے کریم مرے | قائم دائم قدیم مرے

وحدت دے دے دل کو یکسوئی | رافع رفع کر حجاب دوئی

تشنۂ دیدار کا نم دیدہ ہون
ناتوان ہون الم رسیدہ ہون

کاش نخل آرزو مرا ابھرے
اپنے ذرّے کو ماہرو کرے

میرا دامن مراد سے بھرے
جو مجھے چاہیے عطا کرے

فرحت کرے مجھے دل مسرور
جو تری یاد سے ہے معمور

تجھ پہ مرتا ہون مین جیتے مین
مر رہون جا کے یا مدینے مین

اب بجز اسکے اور نہو کچھ کام
تجھکو سجدے ترے نبی کو سلام

عمر ساری نبی مین کٹے
ہر گھڑی یاد وارثی مین کٹے

بسر ہو عمر آرزو مین تری
خود بھی کھو جاؤن جستجو مین تری

تیرا بیدم ہون تیرا شیدا ہون
تیرے دروازے سے سرگشتہ ہون

ہاتھ پھیلائے ہے ترا محتاج
رکھ لے اس ہاتھ پھیلنے کی لاج

تقریظ دلپذیر و تاریخ بے نظیر از نتیجۂ طبع عالی حقایق و معارف آگاہ عالیجناب سید معروف شاہ صاحب مقبول بارگاہ وارثی اعلی اللہ مقامہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

حماک اللہ عن شر النوائب

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

میرے پیارے میرے پیارے کے پیارے بیدم۔ جزاک اللہ۔ ماشاء اللہ حافظ حقیقی چشم حاسدان بد بین سے محفوظ رکھے۔ یہ سب اسکا افضال ہے۔ کہ تمہارا ایسا شائستہ خیال ہے

ابھی کیا ہیں۔ کھینچنے کے دن ہیں۔ لیکن اوس صاحب قدرت کی قوت ہے کہ ضعیفوں سے جلیلوں اور ذرہ ناچیز سے مہر درخشان کا کام لیتا ہے۔ وہ مسائل جنکا لکھنا درکنار سمجھنا دشوار تھا مگر ہادی صاحب اختیار کا اختیار ہے کہ ہماری زبان سے نکلوا دئے اور ہاتھ سے لکھوا دئے۔ گو حجاب مجاز میں رخ شاہد حقیقی کو نظر عوام سے چھپایا ہے۔ دقیق مسائل اور باریک نکات کو مشہور الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔ مگر تہ کو جانے میں تاڑنے والے۔ جسکو مالک نے دیدۂ دید اور دریافت کی آنکھ اور نسبت کا دل عطا ہوا اوس پر رحمت فرمایا ہے۔ وہ کیونکر چپ رہے گا۔ بیساختہ یہ کہے گا

کون معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

چاہے آزادانہ، رندانہ چال، صوفیانہ روش، عاشقانہ خیال ہو۔ مگر مشک کی بو اور عشق کا جوش ایک دن خود ظاہر اور مشہور ہوتا ہے۔ تبدیل لباس سے صورت اصلی نہیں بدل سکتی۔ بہار کسی کپڑے میں چھپ سکتی۔ بقول

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

ہر ایک مصرع اپنی وضع میں نرالا۔ ہر شعر شان و خوبی میں دوبالا ہے۔ ہر غزل زیور نکات عشق سے آراستہ اور اوسکا نیا عالم ہے۔ غرض یہ دیوان سب با مضامین کا گلدستہ یا معشوق مجسم ہے۔

تمہارا یہی حصہ ہے کہ عشق کا قصہ مشہور ہو سکنے والوں کے جگر میں ناسور ہو۔ تمہارے لئے فصل بہار کی قید نہیں۔ شب و روز بلسان عندلیب جگر سوز نالہ و فریاد کرو۔ اپنی طرح دوسروں کو بھی برباد کرو۔ ایک تاریخ بھی شامل تحریر ہے اگر پسند آئے چھپ جائے۔

باقی مالک نگہدار دین میں خوش رکھے اور اپنی محبت اور بھی عنایت فرمائے۔ وھو ھذا

طبع شد چون کلام بیدم شاہ
داد ہاتف ندا ز غیب سخن
سال تاریخ او بجو معروف
از دل ذکر و شغل عشق و فن

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع عالی صاحب فکر و خوش خیالی مقبول بارگاہ صمد جناب میاں منظور احمد صاحب ثمر وارثی سجادہ نشین مسند ذی مرتبت حضرت مخدوم شاہ صاحب منعم حسن صاحب قادری گنج المعروف قدس سرہٗ و لو شریف

بارک اللہ کلام بیدم شاہ
عارفان را مفید مضمونش
از دل و جان ثمر کرد رقم
مخزن رمز فقر تاریخش
۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجہ طبع عالی افصح الفصحا ابلغ البلغا فرید العصر جناب مولانا سید نظیر شاہ صاحب نظیر وارثی القادری مدظلہٗ

اے نظیر لکھا بیدم نے کیا رسالہ
ہر لفظ صاف جس کا آئینہ ادب ہے
پابوس موج کوثر ہر شعر سر بسر
ہر بیت روح پرور مخمور طرب ہے
ذکر رسول یزدان و وصف خاص پیران
وہ دونوں فرض انسان یعنی مستحب ہے
اللہ کی محبت ہے اولیا کی الفت
یعنی نزول رحمت کا یہ بڑا سبب ہے
پہنچے ہیں جو خدا تک خود ہو گئے ہیں بیکس
دونوں میں ایک بیشک اللہ غنی ان کے سب ہے
یاور اگر ہو قسمت مل جائے یہ نعمت
اہل خدا کی خدمت انعام و فضل رب ہے
ظاہر ہیں سب سرو پا الحمد سے انکار تب
سامان دو جہان کا جو چاہئے وہ سب ہے

ہان ان سے ہو نہ جو حق بیان کے تو یقین — ان اولیا کا دشمن بوجہل و بولہب

جو شیفتہ ہون انکے ہو امن مین کسی کے — ور دان کے ہاتھ سے ہے رنج و غم و تعب

وسعت انکے بلا اب سب یمن و غیرہ — مانگی مراد و طالب پائے تو کیا عجب

سن عیسوی تم اسکا اے عشق ظہیر لکھدو — خورشید معرفت ہے تحریر منقبت

۱۹۱۰

قطعہ تاریخ عزیز از جان میان محمد نعمت اللہ خان نعمت وارثی طولِ عمرہ خلف الصدق
برادرم جناب منشی محمد امانت اللہ خان صاحب وارثی کوتوال شہر غازی پور

حبذا دیوان تیدم وارثی — شد مرتب بہر نذر خواجگان

از سر آرشاد نعمت زد رقم — بہر سالش رہ بہ پیر مغان

۱۳۲۷

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر نونہال چمنستان نازکخیالی بلبل بستان خوش مقال
عزیزم میان سجاد حسین متخلص بہ سجاد وارثی اٹاوی برادر مصنف

جزاک اللہ سیدم شاہ وار — لکھا خوب دیوان رابع ضخیم

کہیں مدح مولا کہیں حمد حق ہے — کہیں پر ہے نعت رسول کریم

رہے یہ عشق افزا یعنی شوق — زہے طبع عالی و فکر سلیم

مین فکر سن وسال مین محو تھا — کہ کرتی ہوں نخل سخن سن نسیم

مین سمجھا کہ کہتی ہے سجاد سن

سن عیسوی لکھدے فیض عظیم

۱۹۱۰

نقل مکتوب

حضرت مصنف مدظلہ

فقیر بیدم وارثی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ ہجری

اٹاوہ

قبلت بزرگوں سے نادون پیارے بھائی منشی محمد امانت اللہ خان صاحب وارثی بیعتہ وارث پاک رشتہ
تسلیم و دعا کے بعد واضح ہو کہ مع الخیر ہوں۔ خیر و عافیت آنجناب مطلوب ہے۔ بھیجئے حسب الحکم شاہ جی
کچھ ہوسکا اوراق پریشان کو مجتمع کردیا اور یہی اوراق ان بجلی سے ہو امرتب کر کے گلدستہ وارثی
موسوم بہ غریب نواز نام تکمیل ارسال خدمت ہے۔ انطباع و اشاعت کا آپ کو اختیار ہے
جیسے مجھ پر آپ کو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے اسی طرح رسالہ پر بھی آپ مالک و مختار ہیں خود طبع کرائیے
یا کسی کو اجازت دیکر چھپوائیے یا اسی طرح بر قلمی اپنے پاس رکھیے میں جب مدہ آپ کو دے چکا
آپ اسی پر اور مجھ پر ہر طرح کے مجاز ہیں ٥

سپردم بتو مایۂ خویش را　　　تو دانی حساب کم و بیش را

بر رسولان بلاغ باشد و بس　　　زیادہ زیادہ

۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۵ ہجری

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

[illegible]

[illegible]

شائع کردہ

خورشید بکڈپو امین آباد لکھنؤ

تقریظ از تصنیف شاعر عدیم النظیر منشی سید امیر احمد صاحب امیر خلف اکبر منشی محمد عبد البصیر صاحب خسرو بلگرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود عالم وہی واجب الوجود ہے کہ جسکی ذات ملائک آدم کی مسجود ہے اگر سر کلام متکلم حقیقی کا نام نہ لیا جائے تو سراپا کلام موزون و نثر نا محمود مگر مضمون با معنی پر جو اس مسئلہ سے تر ہوتے ہیں وہ سیکڑوں مطالب پیچ در پیچ سے شش و پنج میں پڑ کر شد رہے ۔ اشعر ۔ بان گفتم از بیخودی ست وصفش بیان گفتم از بیخودی ست ۔ القصہ نیافت کرد انم گفتن ۔ انصاف چنان گفتم از بیخودی ست ۔ یعنی جس جگہ شیران معرکہ سخن اظہار بیدست و پائی کریں ہم سے ناچیز کیا عرض آرائی کریں لہذا الکنام فقیر برائے نام امیر اس کو جو یہ گزرتا ہوا و مطالب اعلیٰ تا بہ ترجم و ایجاد کم کر کے تصنیف اگرچہ ابداع نہیں تو اختراع ضرور ہے اختراع میں بھی اگر کلام ہے تو ایک جدت لاکلام ہے حضرت شاہ وارث علی صاحب جنکی خدادادی آنی رحمانی ہو اور یزدان پرستی گویا میراث ہو ایک شیخ و معروف سالک مجذوب بصفت اور مجذوب سالک نما ہیں حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہ العزیز (جو اس فقیر کے جد صحیح و جد امجد) کے ساتھ ایک واسطہ کر کے انکا سلسلہ ارادت فتحی ہوتا ہے کیونکہ آپ کے

مرشد خاص مخدوم عالم مولوی خادم علی ہیں اور وہ مرید حضرت شاہ نجات اللہ
قادری نقشبندی کے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ مولوی خادم علی صاحب کے مرید اور
معتقد بہت ہیں جیسا جناب قدرت علی شاہ صاحب اور حضرت فقیر بابا مظفر کے ہیں ویسا نصیب ان
آپکو مریدوں کی یہ کثرت ہو کہ آپ بذات خود اون سب کا انحصار فرما سکتے ہیں
اور نہ آپکو ضرورت ہے جن میں آپکا نام اور نشان و پتا بتا سکتے ہیں شاہ صاحب کی اس زمانہ
بھی مریدوں کی تعداد سو سے متجاوز ہوئی ہے اور ہر سال کی نسبت بہت زیادہ سبقت و
آپ کم نہیں ہیں خادم نجم آپ ہی کے معتقدوں اور سب یہ ہیں منجملہ مخدوم بہار کے مع
وعظ جناب منشی محمد وقار علی خاں انعام الحق کمر حسین پیر عبد الغفور شیر متوطن قصبہ بہ
ضلع بارہ بنکی کے ہیں واقعی خوش نصیب ہیں انکے ہوتے ہیں ہر فرمانروایان ملک کو ادی
رکھکر بادشاہ وقت کو لیں گے بھی وہ حضرت اول شناسائی آنکی اور انکے بعد
زبان قیت بنالی سبحان شدہ ماشاء اللہ الغرض جناب حضرت شاہ صاحب کی تو
مین یہ مثنوی لکھی ہے اور کو سلسلہ مبارک کی تعریف کی ہے تمام مثنوی کا ہر شعر اچھا ہو
زور شعر و خیال میں خاصیت کمال ہے جو شعر ہے عقیدت کی جان ہے ہر مصرع ادب
کی روح رواں ہے مضمون موزوں اور زبان نہایت صاف جس کی خوبی آپ ہی کا حصہ ہو
سارا مثنوی ارشد و تشنہ کو لیے ہوئے زبان ہی اور کمال کا ملکہ سلسلہ کی حقیقت شناسان ہو
نشان تصنیف محض اظہار عقیدت و محبت جو ہے خود و کتاب شعر میں طویل نظم ہے کہ
کلام مجموعی قیمتی ہے کہ سلسلہ مثنوی کو مقبول عام کرے اور جناب ممدوح اور ان کے طفیل میں ہمارا بھی خیر کا
بخیر انجام کرو آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد جناب باری — ہے نعت محمدی کی باری
لیکن یہ کسی کی تاب طاقت — دکھلائے جو اس بیاں کی طاقت
مسرور رہو روح حق روانش — آل و اصحاب پیمبرانش
اے فکر باندھ تو کمر ہے — کچھ میرے ارادہ کی خبر ہے
اے ذہن رسا مری مدد کر — کچھ تو مری خواہشیں بہم کر
اے طبع دکھا دے اپنی جودت — دیکھوں رکھتی ہے کیسی قوت
پہنچی ہے کہاں تری رسائی — کتنی موزونی تجھ میں آئی
انداز سخن رہے نرالا — ہر جا پہ ترا ہو بول بالا
رنگین کر زمانہ شال اپنی — سادی ہے بول چال اپنی
وہ شستگی رنگینی در آئے — ڈر کے جو کوئی منہ کی کھائے

جو بات ہو سچ وہی بتانا / بے پر کی کبھی نہ تو اڑانا
جب آئینۂ سخن دکھائے / طوطی تیرا ابھی بول جائے
آئے وہ سخن میں آبداری / ہر شعر بنے چھری کٹاری
ہر حرف اپنی وہ نوک دکھلائے / نشتر کی طرح جگر میں چبھ جائے
مضمون وہ آکے مجتمع ہو / جو شعر ہو سہل ممتنع ہو
بندش نہ کسی جگہ پہ ہو سست / جو ہوں الفاظ خوب ہوں چست
ایسی ہو تری تلاش عمدہ / ہر حرف ہو خوش تراش عمدہ
رکھ لو غنی اور غریب نسخہ / یہ مثنوی ہو عجیب نسخہ

تمہید

کیسی ہے مسرت اس قلم کی / باچھیں ہیں کھلی ہوئی قلم کی
آئی یہ دوات میں کرامات / آبِ حیوان درونِ ظلمات
بنتی ہے سیاہی روشنائی / یہ روشنی کس طرف سے آئی
صفحہ کاغذ کا بھی ہے پرنور / آیا یہ کہاں سے جلوۂ طور
دل نے کہا کچھ تجھے خبر ہے / کہہ دو نہیں کس کا یہ اثر ہے
وہ ہیں اک آفتاب عالم / وہ ہیں اک نیّر مجسم
یعنی وارث علی شہنشاہ / دنیا میں ہیں اک ہوا سے آگاہ
پیر و مرشد جہان مقصود / ایمان کے قبلہ دین کے کعبہ

مشہور زمانہ ذات عالی — بے حد وعدد صفات عالی
افزون تحریر سے کمالات — بیرون تقریر سے کرامات
کہیے کیا اونکی خرق عادات — چھوٹا منہ اور ہے بڑی بات
بادل کی طرح فلک پہ دولت — دریا کی طرح زمین پہ موج
رکھتے وہ نہ یہان وہان پہ قابو — اونکا ہے دو جہان پہ قابو
ذرے کو آفتاب کردین — قطرے کو دُر خوشاب کردین
ادنی کو بنائین دم مین اعلا — کمتر کو چھوئین تو ہو دوشالا
جگنو اونہا کے ماہ کردین — بہلا کے گدا کو شاہ کردین
ہر وقت نماز کا تہیا — کعبہ مین بچھا ہوا مصلا
روزہ وہ رہے جو سب اوقات — منظور حضور ترک لذات
اپنا کیا اونکے صاف دل کا — حج اکبر طواف دل کا
کھائی سے ہے کمی بدن کی — دیتے ہین زکوۃ جان و تن کی
طاعت ہے ریاضت اونکی بہتر — ہی نفس کشی جہاد اکبر
درویشی ان کی ہو علی قدم سے — ہی فقر کو فخر اونکے دم سے
ہر یاد خدا کی رات اور دن — ہر دم رہتا ہے شغل باطن
ظاہر کا نہین خیال کچھ بھی — کچھ کرتے نہین ملال کچھ بھی
ہر سمت اونہین کا ہے یہ جلوا — سارا یہ اونہین کا ہی کرشما

ہر شے میں عیان ہو نور اونکا
ہر چیز میں ہے ظہور اونکا

گر چیز پرستی چاہتے ہو
جز اوسکے کسی طرف نہ دیکھو

اونکی جو زمین و آسمان کی
سنتا نہ کسی فرشتہ خان کی

اندیشۂ کفر و دین نہ کرنا
دم آٹھ پہر اونھیں کا بھرنا

کرنا ہو جو ضبط اوقات
پڑھنا کلمہ اونھیں کا وذات

خاطر میں ہے اونھیں کی تحریر
آنکھوں میں پھرے اونھیں کی تصویر

وذرات رہو اونھیں پہ شیدا
ہر وقت رہے اونھیں کا سودا

سو جان سے ہو فدا اونھیں پہ
دیوانے رہو سدا اونھیں پہ

الفت رہے دلمیں اونکی صادق
وہ ہوں معشوق تم ہو عاشق

سینے میں بھری ہو محبت
داغ جگر ہی رہے محبت

آئے نہ ذرا قرار و آرام
ہر دم رہو ذوق و شوق سے کام

یا اونھیں سے جنون کا چکر
وحشت ہی رہے سوار سر پر

بیچین رہا کرے طبیعت
دے درد جگر کبھی نہ فرصت

دم آٹھ پہر نکل رہا ہو
ہر دم سکرات کا مزا ہو

یان خامہ کی ہو رقم نوشتے
تمکو کبھی دور کی نہ سوجھی

راتوں کو کرو نہ اشک ریزی
خندان خندان ہو صبح خیزی

لوگے کیا ہو کے عابد خشک
ہنسنا ہرگز نہ زاہد خشک

سالک نہ ہو نہ ہو مجذوب
عاشق رہو اور لگے ہو ہی خوب

ہو جاتے ہو وہ مستِ جہان ہر
اک کوزے میں بند وہ جہان ہے

اک قطرے میں ہے عجب تلاطم
ہے موجزن اُس میں بحرِ قلزم

ذرے میں سما کے سب ہیں حالت
سیارے ہوں یا کہ ہوں ثوابت

وصفِ عشق

ہر دم رہو مستِ بادۂ عشق
گرم رفتار جادۂ عشق

سب سے بہتر ہے مشربِ عشق
مذہب رکھنا تو مذہبِ عشق

کانوں سے سنو فسانۂ عشق
بویا کرو دل میں دانۂ عشق

کافر نہ ہو اور نہ ہو مسلمان
ہو عشق ہے اپنا دین و ایمان

ہے قابلِ دید سیرِ عاشق
رشکِ کعبہ ہے دیرِ عاشق

ہو عشق حقیقی یا مجازی
دکھلاتے ہیں رنگ عشقبازی

عشق دکھائے گر تماشا
ہو جائے اُدھر ادھر کی دنیا

جانے نہ خدا کو غیرِ عاشق
ہے سات فلک پہ سیرِ عاشق

باطن کو بنائے ظاہرِ عشق
مومن ہو جائے کافرِ عشق

نیرنگیاں عشق کی ہیں مشہور
دنیا کا خرابہ اس سے معمور

عشق اپنا اگر ہنر دکھائے
جو ہو نہ سکے وہ کر دکھائے

استفسار

تندی طبع روان ہی ہے — کاغذ کی ناو چل رہی ہے

اب فکر لگا رہی ہے غوطے — اس بحر مین کھا رہی ہے غوطے

تصویر کے بننے مین نہین دیر — مضمون کے ہو گئے ہین ڈھیر

مرشد کا لکھو گے کیا سراپا — ہین نور ہی نور سر تا پا

تنزیہ سے ہے جب آئینہ ہر — تشبیہ ضرور ہو گی ظاہر

لکھو او سو قت اک سراپا — کھینچو انسان کا کوئی خاکا

بیرنگی مین رنگ کی ہو نکہت — چمکے کثرت مین نور وحدت

مرشد سے کہو کہ آئیے آپ — تصویر اپنی کھچائیے آپ

کر دیجیے اور شغل موقوف — اب ہو ہمہ تن اسی مین مصروف

دیکھا چاہو جو حسن بسمل — دیکھو مری بیقراری دل

گانا سننے کا ذوق اگر ہو — نالے دو چار میرے سن لو

سیر دریا کا ہو ارادا — دیکھو اشکون کا میرے دریا

سبزے کی اگر ہو دل کو خواہش — دیکھو مری جان ہی کی کاہش

دیکھو اب کھنچ رہی ہے تصویر — تقریر کو کر رہا ہون تحریر

انسان بنے خدا کے قدرت — صورت مین دکھا گئی حقیقت

یہ ہو اوس آدمی کا پتلا — کرتے ہین فرشتے جسکو سجدا

وصف قد

وصف قد رسول تب رقم ہو
شاخ سدرہ کا جب قلم ہو

جو کچھ لکھوں سو راست ہی راست
اونمین ہرگز نہو کم و کاست

کہیے کیونکر نہو گی گستاخ
طوبیٰ مین لگی ہے کونسی شاخ

گر سرو نے کچھ بھی سر نکالا
کر دینگے ہم اوسکو خوب سیدھا

شمشاد کی کچھ نہین حقیقت
گڑ جائے جو دیکھے اوسکی قامت

ایمان کا الف ہے قد والا
قائم رکھے اوسکو حق تعالی

قامت یہ نہین ہے رکن دین ہے
ہمکو ہر طرح سے یقین ہے

اتنی ہی مین حج کی ہو نجات آج
پڑھ لے قد قامت الصلوٰۃ آج

کیسا رتبہ بلند پایا
ہی عرش خدا اسکا ایک پایا

اس قد کو جو نخل طور کہیے
سایہ کو خدا کا نور کہیے

اللہ نے وہ شجر لگایا
ہی نور ظہور جسکا سایا

دنیا کا قیام اس سے اظہار
گویا خط استوا نمودار

تشریف جو گھر سے لائیں باہر
ہو جائے نمود صبح محشر

دشمن جو جائین دیکھکر دنگ
اوڑ جائے تمام چہرونکا رنگ

جو کچھ ہو ہاتھ مین وہ کھو جائے
بس صبح مخالفوں کی ہو جائے

مجھکو اے قد تری قسم ہے
دشمن کی سزا کو کیا تو کم ہے

دم اپنا نہ انتظار پہ کھینچ
انکو اسی وقت دار پہ کھینچ

انداز خرام کچھ نہ پوچھو | محشر کا قیام کچھ نہ پوچھو
رفتار میں آ گئی جب قامت | آجاے گھڑی گھڑی قیامت

وصف گیسو

گیسو کے وصف کیا ہوں تحریر | ہے پاے قلم میں سطر زنجیر
کرتا ہوں قلم اوٹھا اوٹھاکر | لیتا ہے قدم قدم پہ ٹھوکر
اب چاہیے خامہ کو ملا دے | قلابے زمین و آسمان کے
تحریر صفت جو اس کی آجاے | تقدیر کا بل ابھی مٹا جاے
ابر رحمت امنڈ کے آیا | کرتا ہوا سر پہ اپنا سایا
ہو سجادہ نشین جا کی توقیر | اس سے بڑھکر ہے کسکی تقدیر
مشکین اور عنبرین وہ گیسو | جن سے ہے مشام روح خوشبو
خوشبو ہو جہاں میں اوسکی پھیلی | خلقت مجنون بنے وہ لیلی
دیوانے جہاں میں لاکھوں اوسکو | محبوب کئے ہیں لاکھوں اوسکے
تار گیسوے عنبر افشان | بند شیرازۂ مریدان
ہر حلقہ ہے حلقہ اطاعت | انسان کے گلے کا طوق منت
پیچ و خم و تاب زلف پیچان | جمعیت خاطر پریشان
ہر عقدہ ہے اوسکا عقدہ دل | کھلنا جسکا ہو سہل و مشکل
گر سلسلہ اسکا کوئی پا جاے | دولت دنیا کی ہاتھ آجاے

دلہا نے اسیر کیا میں شادان
خوش آئی نہ اوسکو سیر سنبلستان

جو بات کہو نہیں اوسکو سنتے
آمین نہیں فرق یک سر مو

بیخود نہ ہو ہوش کو سنبھالا اب
یان بال کی کھال نکالا اب

اچھی نہیں اسکی موشگافی
کیسی مافات کی تلافی

یہ زلف نہیں ہے وہ شب قدر
اسکی نہیں پاتا کوئی قدر

پہونچی بڑے مرحلوں پہ ہے یہ
اسرے کیا کیا بلون پہ ہے یہ

جو پیچ میں اسکے آگیا ہے
سیدھا وہ خضر راہ ہی بنا ہے

جس شخص نے اسکی پیروی کی
وارین سے پا گیا رہائی

وصف سر

اے خامہ ذرا ہنر تو دکھ
تحریر ثنا سے سر میں کر

لکھو پاؤں اگر نہیں حیثیت سر
ہو جاتی بڑی مہم سری سر

سر کا تو یہ وصف سرسری ہے
سر دفتر حسن دلبری ہے

ایسی اشعار لکھیے پر مغز
از سر تا پا ہو نادر و نغز

دیکھو کسی باب میں نہ فرق آئے
چاروں طرف اوسکی دھوم ہو جائے

رکھی عرش خدا سر مبارک
آنکھیں ہیں پیش سر کو نہ تک

سب سے ہوا اونچا ہوا اسکا رتبہ
ایسا ہی جہاں نہیں کسیکا رتبہ

رہتا ہی بلند یہ ہمیشہ
محفوظ گزند سے ہمیشہ

سر ہی سر تاج دو جہان کا — قبلہ ہے زمین و آسمان کا
یہ ہے اک برج مہر تابان — یہ ہے درج دُرِ درخشان
ہی قطب شمالی یا جنوبی — میدان شرف مین گوئے خوبی
اسے بحر قدم حباب پنہان — ہے موج حدوث سے نمایان
اسرار سے سر ہوا نمودار — واحد کا جمع سے ہے اظہار
مفرد و ترکیب سے بنا ہے — اس بھید کو تو ہی جانتا ہے
اس سر مین خدا ہی کا ہے سودا — اسباب انانیت مہیا
روشن گھر گھر ہے چراغ اونکا — اور عرش پہ ہے دماغ اونکا
جن لوگون نے دیکھین اسکی شانین — صدقے کر ڈالین اپنی جانین
ہر دم جو برہنہ سر کو پایا — قدرت نے کیا خود اسپہ سایا
اسپر نہین تاج کی ضرورت — عمامہ کی کچھ نہین ہے حاجت

وصف پیشانی

اے خامہ کر اب ثنائے جبہہ — تیرا سا نہین کسی کا جبہہ
ایسے مجھکو دکھا مضامین — اک ایک ہو لفظ نور آگین
پیشانی کمال کی نشانی — ہو جاہ و جلال کی نشانی
تقدیر چمک رہی ہو اسکی — تحریر چمک رہی ہو اسکی
صورت مقصود کی جبین ہو — آئینۂ لا مکان جبین ہو

دیباچہ گلستان قدسی

روشن پیشانی سر بسر ہے
گویا نوروز آگیا ہے
مدت کے بعد دی دکھائی
آئے نہ کبھی کسی پہ غضب
اور تک ہوتی نہیں سوالی
لیکن محفوظ یہ جبین ہے
سجدہ سے غرض نہیں جبین کو
تختی ہے یہ عالم کے عمل کی
ہر ہاتھ کوئی پکڑنے والا

سرنامہ بوستان قدسی

ماہِ کامل عروج پر ہے
موقع لب جشن کا ملا ہے
خوش ہو جیسے صبح صبا آئی
ہر وقت رہا کرے تماشا
لاکھوں کرتے ہیں بہانے
جس میں نہ شکن ہو کہ نہیں
خواہش نہیں شام کی نہیں کو
لکھی ہوئی کاتب ازل کی
جو کچھ دیا وہ لکھ دینے والا

وصف ابرو

وصف ابرو میں دل اسد ہے بیتاب
لکھے وہ آبدار اشعار
یہ دو شمشیر ہیں وہ بران
کر آئیں میان سے وہ باہر
کر دیں جو کبھی ذرا اشارہ
شمشیر قضا ہے نام انکا

کیا تیغ قلم میں آگئی آب
کٹ کٹ گئے دیکھ کر سب احباب
جنسے اللہ ہے نگہبان
کر دیں ابھی قتل عام ظالم
ٹکڑے ہو جگر تو دل ہو پارہ
لینا جانوں کا کام انکا

کر گیا ہین یہ کبھی کما مین — نکلینگی تیر ہو کے جا مین
وہ دونو ابرو ہین قاب قوسین — دل کی آرام روح کی چین
کھولے ان کنجیون نے عالم — قفل دلہائے بستہ ہم
ہمکو دوزخ کی کیا ہو دہشت — موجود ہے یان کلید جنت
ہین یہ مد دفتر خدائی — ہر جا یہ بجا بہ بند پائی
ہر کام مین ہین یہ استخارہ — حرف کن انکا اک اشارہ
جیسے یہ نون نفی دیکھا — دل مین پیدا ہوا ہو کہ انکا
انکار کی کچھ نہین ضرورت — اثبات کی کچھ نہین ہے حاجت
پایا کچھ یا کہ کھو گیا سب — جو کچھ ہونا تھا ہو گیا سب
ابرو صاحب کمال نکلے — اک عید مین دو ہلال نکلے
ذوق طاعت جو ہو تو آؤ — زیر محراب سر جھکاؤ
انکا اگر اشتیاق رکھیے — طاعت بالائے طاق رکھیے
خم ہین یہ دونو جفت و طاق — صدقے ہین یہ ہو جان عشاق
بیت ابرو کی ہے عجب شان — گویا اس مثنوی کی ہے جان
دو ہین مصرع یہ ایک مضمون — وحدت کثرت سے دو تو مضمون
ابرو کی سمجھون نے آبرو کی — وہ شاخ ہین نخل آرزو کی
جس شخص نے انسے دل لگایا — اوسکا ثمرہ اوسی نے پایا

وصف مژگاں

مژگاں کا وصف کچھ لکھوں گر
ہو آب دوات آب خنجر

تعریف بھلی ہو یا بُری ہو
خامہ مرے ہاتھ میں چھری ہو

وہ چنچل باز نازکی ہیں
وہ تیغ کشتنی بازکی ہیں

کرتی ہیں جو ہر مہم پہ آنکھیں
لڑتی ہیں انھیں کو تاک آنکھیں

لیجائیگا کون آگے بازی
سیکھے کوئی ان سے نیزہ بازی

مژگاں کی جدھر کو وا ہو چتون
سو تیر جگر کے پار ہو جائیں

خنجر لیے دشمناں اگر ہیں
اونکی رگِ جان کو نشتر ہیں

لینا بانوں کا جان انکا
عریانی ہی ہے بیان انکا

مژگاں کے جو عشق میں ہوئے ہیں
کانٹے دل میں چبھے ہوئے ہیں

ابتر ہو دشمنوں کی حالت
پژمردہ رہا کرے طبیعت

ان خواب آرام سب ہاریں
وہ رات کبھی پلک نہ ماریں

وصف چشم

آنکھوں کی صفت میں دل ہی تھا مست
خامہ ہاتھوں میں ہو گیا مست

لغزش کیونکر نہ ہو قلم کی
مستانہ چال ہے قلم کی

شیشے یہ پری کی نور کی ہیں
دو جام مے طہور کے ہیں

چھلکی نرگس کی بجلی دل کے
بیٹھے ہوئے ساقی ازل کے

چتون کا تو ذکر دور ہو جاگو | یاں تک تو ہوئی ہے سر و بہہ جاگو
ہو گو شہ محبت کا نشہ ہوا | بھولے سے دو پر ذرا کسے کا قصہ ا
دو آنکھ کا نور ایک ہی ہے | دو شخص کا ظہور ایک ہی ہے
دونوں ہیں یہ آہوئے حرم میں | آفت کی روش ستم کے رنگ میں
جب ہیچ ہیں صید دنیا کرتے ہیں تہ | شیروں کا شکار کرتے ہیں تہ
بیمار ہوئی کسی سے آنکھیں | نرگس ہو خشم اسی جنگلی آنکھیں
وہ شہد و سیاہ بکار ہیں تہ | وہ ترک ہیں ناشناس اور تیز
کرتا ہے جسے ہو نیاز انسے | انداز ہی ہے نیاز و انسے
یہ آنکھ اگر کسی سے پھر جائے | دنیا بھر کی نظر سے گر جائے
عیسی کو یہ معجزہ سکھائیں | لے ڈالیں جو سامری کی جانیں
دنیا سے ذرا نہیں ہے جو دلانا | ایک کھیل ہے مارنا جلانا
اے نرگس باغ دلربائی | دشمن ہی نہیں ہو تو دکھائی
کیسا تجھے آیا خواب غفلت | ہاتی نہیں اک نظر کی ہے بات
ابتر ہے حال عاشق زار | ہو تیری نگاہ لطف درکار
چاہے گر مجھ کو شاد کرنا | مجھ کو بھی کبھی تو یاد کرنا
اپنے جو کہیں نصیب جاگے | دیکھینگے ان آنکھوں کے کرشمے

وصف گوش

کانونکی صفت قلم جو لکھے — ہو جیسے دوات پہلے بھر لے

دلمین ہی کہ کچھ کہا ہی کیجو — کانونکی صفت ثنا ہی کیجو

یہ معدنِ گوہرِ شرف ہین — بحرِ عزت کے دو صدف ہین

دو ہین یہ ستارہاے رخشان — دو ہین فلکِ برجِ دُر درخشان

دو حسن سے پُر ہین جام بلور — دو خوبی مین غرقِ حوضۂ نور

کانون کا وہ زیرِ زلف جوبن — تاریکی مین دو چراغ روشن

ایسے نسرین و نسترن ہین — دو پھول یہ غیرتِ چمن ہین

آ ہین جو بڑے بڑے سخنور — بیٹھا گئین کانون پہ ہاتھ دھر کر

توصیف اُنکی کبھی نہ سُنیں بل — قصد اوسکا نہ حق ہو اور بعجل

اور نی سی یہ کانونکی ہے خوبی — غیبت یہ سُنین کبھی کسی کی

بدگو کرے لاکھ خوش مقالی — فوراً ہو جاے گوشمالی

خدام کو رحم ہو نہ اور سیر — باہر کرین کان ہی پکڑ کر

دیکھیں کوئی اگر بناگوش — آگے ہوے اور چلیں ابھی جوش

کیجیے حسن ہے کچھ کمال بھی ہے — یہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

وصفِ بینی

وصفِ بینی اگر ہو مسطور — ہو ہاتھ مین خامہ شمع کافور

لکھون جو لفظ ہو وہ روشن — ہر حرف دکھاے اپنا جوبن

ہے چشمۂ مہر روے انور | نکلی ہے اوسیکی موج او بھر کر
انکھیان جو ہو رہین قریب بیٹھی | جاگے اوسے نصیب بیٹھی
شاخ گل ہین خلاف معمول | نرگس کے لگے ہوے ہین دو پھول
بیٹھے ہوے ہین ملول و غمگین | بیمار لیے عصاے سیمین
حیرت کی جگہ ہے اے دل زار | اک تیر مین دو بنے ہین سوفار
جب دفتر حسن کو کیا وا | پایا بینی کو فرد یکتا
آگے جھکے ہے سر جھکاے | خود بینی کبھی خدا اوسکو بھاے
بینی رخ پاک پہ عجب شی | چاندی کو ورق مین اک الف ہے
دونو سوراخ ہاے بینی | دو راہ ہین دنیوی و دینی
خوبان جہان نہین کہ گھرتے | اگر یہان ناک مین نہ گھرتے
بو کوئی نہ زشت اسنے سونگھی | خوشبوی بہشت اسنی سونگھی

وصف رخسار

کر خامہ ثناے روے جانان | ہو مثنوی سعدی کی گلستان
ہو رنگ برنگ سب عبارت | مضمون نیا نئی حکایت
رنگینی چمکتی ہو سخن سے | جھڑنے لگین پھول بس دہن سے
کاغذ بھی ہو پھولون کا طبق ہو | برگ گل تر ہر اک ورق ہو
ہین شمس و قمر یہ دونو رخسار | ذرات کی روشنی کے آثار

ہو کیونکر ابر اوس تاب　　یکجا ہوے آفتاب و مہتاب

دیکھے ہوں رخسار سے پرنور　　موسیٰ کو دکھا تو جلوۂ طور

ہیں طرفہ دل و دماغ کا ہوں　　پروانہ اوسی چراغ کا ہوں

مجھسے نہ اوس اوس کی ترانی　　لائے ہو کہاں کی یہ کہانی

بیہوشی کبھی نہ آئیگی یاں　　خود رفتگی بھاگ جائیگی یاں

رخسارونکا ہے عجب عالم　　مصحف سے نہیں ہیں یہ بھی کم

سارے ہیں خط و خال و نگو سوے　　نقطے و اعراب پورے پورے

آئینے میں پھول کس طرح ہیں　　لائے ہیں عقیق کس طرح سے

دونوں تری ایک جا دھرے ہیں　　سرخی و سفیدی سے بھرے ہیں

یکسان ہو دہان چراغ روشن　　ہمرنگ شفق سفیدۂ صبح

دونوں رخسار گورے گورے　　سرخی کے ادھر ادھر ہیں ڈورے

ہے گی تمام زینت افت　　ہر عضو میں ہو لطافت آئے

ہے گی ہر ایک شے خوش اسلوب　　اور ایک ایک جزو کے ہے خوب

تہہ بہرہ خوب اب جو دا ہو　　دفتر اک حسن کا کھلا ہے

ہو گئے ہیں سفید و سرخ رخسار　　خال و خط سے حروف تیار

ہے چشم و مژہ دوات و خامہ　　تحریر ہو جس سے حکمنامہ

وصف خال

اب لکھتا ہو وصف خال قجا ۔ کھولا جاتا ہے فالنامہ
ہر لفظ وہ عہد کی دکھائے ۔ اک نقطہ یہ بھی نہ حرف آئے
خال لب رخ لاجواب نکلا ۔ کیا نقطۂ انتخاب نکلا
انوار الٰہ کی نشانی ۔ یہ نور سیاہ کی نشانی
خوشبو کا ہے ظاہری لفافہ ۔ کہیے اگر اوسکو مشک نافہ
گلزار شرف کا پھول مشکین ۔ خورشید فلک کا عقد پروین
رنگین بچۂ دیار روسی ۔ سیدا انھین گوے آبنوسی
دیکھو تو ہندوے سیہ بخت ۔ زرین یہ کہان سے پا گیا تخت
دولت پا کر بھی بخت سو جائے ۔ سورج سے منہ سیاہ ہو جائے
اسکا نہ پڑیگا رنگ پھیکا ۔ دشمن کے کلنگ کا ہے ٹیکا
یہ کیا محمود کور سے ہو ۔ باج و قوم کی تسبیح دیکھو
جو چیز کہ لائق تمنا ہے ۔ اوسکا کہنا بڑا ابرا ہے
مین تو اس بات کا ہون جویا ۔ تخم الفت یہ کس نے بویا
جو داغ سیاہ ہو کے نکلا ۔ جل جنکو جان کھو کے نکلا
پتلی یہ میری آنکھ کی ہے ۔ دل مین سے اس کے روشنی ہے
دونوں جگہ اس سے نور پیدا ۔ تل آنکھ مین دل مین ہو سویدا

وصف کاکلش

محمود اب صفت ریش لکھو
ہو قبلہ رخ اور ادب سے بیٹھو

خامہ سے کہو زرا ادب سے
کاغذ پہ ہر ایک حرف لکھے

یہ ریش خدا کا نور ہے یہ
سچ دو دو چراغ طور ہے یہ

اللہ اسکا نگاہبان ہے
یہ مصحف رخ کا جزدان ہے

ہے سر سایۂ جناب یزدان
فرمان شفاعت مریدان

جسکی نہ ہاتک ہوئی رسائی
دستاویز اوسکے ہاتھ آئی

مسکین کو اگر زرا دکھا دین
اوسکے منہ کے دھوئین اوڑا دین

نحوست سے جو اسپہ ہاتھ پھیر جائے
دنیا سو آفتون مین گھر جائے

شانہ سے جو کوئی بال ٹوٹے
ہرگز وہ مرید اون سے چھوٹے

لیجائین اوسے وہان تبرک
رکھین آنکھون مین اوسے لیکر

اوسکو تا نظر بنائین
آنکھون کے نور کو بڑھائین

کیونکر نہ ہو وہ عزیز انسان
بال اوسکا ہر ایک ہو رگ جان

وصف لب

وصف لب مین قلم ہے گویا
مضمون شنگرف کا ہے جویا

لیکن ہے دوات ساغر ے
تحریر کا ہوش یان کسے ہے

پہلے کچھ ہوش کی دوا ہو
تب اسکی کہین صفت ثنا ہو

دیجے تقدیم اگر دہن کو
چپ کیجے بلبل سخن کو

Scanned with CamScanner

مہر خاموشی وان ہو لب پر ۔ تائید سخن ملیگی کیونکر ؎

ہے سرّ کھلا کبھی یہ عقدا ۔ معلوم نہین ہے کیا معما

یہ لب وہ ہین فرا جو ملجا ہین ۔ ہمکو دونو جہان ملجا ہین

اسواسطے دو ہوے یہ پیدا ۔ دین اور دنیا ہوا ایک ہی جا

ہین برگ گلاب دونو ۔ رنگینی مین لاجواب دونو

نسبت انسے عقیق کو کیا ۔ یاقوت کا رنگ انسے پھیکا

نادر یکتا زمانہ بھر سے ۔ یہ لعل ہین قیمتی گہر سے

ان لب پہ اگر تبسم آجاے ۔ روتے ہو ونکو ابھی ہنسا جاے

حاصل ہو جاے گر لطف لب ۔ جام امید ہو لبالب ؎

مردے ہوتے ہین انسے زندہ ۔ جان بخشی ہے لبان مین حصہ

وصف دندان

نامہ لکھتا ہون وصف دندان ۔ ہر حرف ہے مثل فرد دندان

مضمون دانتو کی گہریان بکھرین ۔ در ہین جو دوات مین بھی بکھرین

کاغذ کی عقل کیون نہو گم ۔ نقطے روشن ہین مثل انجم

تحریر ہوا ونکی خوبیونکی ۔ ہر سطر لڑی ہے موتیونکی

کیا منہ مین ہین دانت پیارے پیارے ۔ اک برج مین بھر دیے ستارے

یہ دانت نہین صدف کے موتی ۔ ہین یہ درج شرف کے موتی

ہماو اب یہ خبر ہوئی ہے — دنیا زیر و زبر ہوئی ہے

وہ آئے یہ جو تھا یہ جو جسکا — دیکھیں تو ہزار نیہ وانت کسکا

پھر بیچ میں ہیں گو عجیب صفت — دیکھیں تو ہیں وہ اوسکے منہ میں نعمت

بدگو جو کرے کوئی خطا آج — پاسے وہ تماچ تمکین جو آج

گر کلمہ بد کوئی نکالے — پڑ جائیں وہ اوسکے منہ میں چھالے

وصف زبان

ہو وصف زبان قلم کو درپیش — جرأت تو ہو چلے کم و بیش

لیکن ہے زبان ناطقہ لال — کچھ منہ سے نکالنا ہے اشکال

گویائی کہاں سے ڈھونڈ لاؤں — بنتی نہیں بات کچھ بناؤں

کس تنگ دہن میں ہے زبان آج — کس غنچے میں برگ گل نہان ہے

وہ ماہی بحر آب حیوان — ظلمات میں کشتی ہے پنہان

ملنا اوسکا بہت ہے دشوار — ملنا اوسکا بہت ہے دشوار

اے بلبل نغمہ خوان کدھر ہے — اے طوطی خوش بیان کدھر ہے

سنلوں کبھی میں بھی تیری آواز — ہو جائے مرا سوز دل کا ساز

منہ کو اپنے کبھی تو کر وا — کھلجائے مراد دل تمنا

حق نے دی ہے وہ تجھیں تاثیر — جھڑتے ہیں پھول وقت تقریر

تھمجائے گر آسمان ہو گھر کے — ہو جائے وہ تری جو زبان سے گویا

وصف ذقن

ہی وصف ذقن مین خیال حیران — یان چاہ ذقن ہوا نمایان

لکھو توصیف مین قاصر کیا — ہر دم ہوا اوسی کی خوبی کا کھٹکا

چھوٹے نہ ذقن کو کوئی آسیب — کیا خوب ہی باغ نما کا سیب

دنیا بھر مین ہے جو جو نعمت — سب درج ہو اوسکے بہ حقیقت

پوشیدہ ہو ریش مین زنخدان — جیسے پتون مین سیب غبغب پنہان

تاکوئی نگاہ بد نہ ڈالے — ڈالا ہے نقاب شعر چہرہ پر

کیسے چاہ ذقن کو کیا بیان — چاہ نخشب کہ چاہ کنعان

چہرے کا عرق ہے جمع ہوتا — موجود ہے اسکی تہ مین سوتا

جس تشنہ کو پیاس ہو وہ آئے — آگ ابھی لگی ہوئی بجھا کر

مجمع ہو دیکھ جا الکمیان — خسرو بھی خوش ہو چاہ آب جوان

جو گرد اسکے چاہ ہے زینہ — اونکو دل مین اترے زین

وصف گردن

وصف گردن مین سر جھکا کر — اب خامہ نگار راہ دو کہ

مضمون کی تلاش کر رہا ہو — شیشہ مین پری کی دیکھو جبی تو

حسن گردن عجب گلو سوز — دل چاہتا ہے کہ دیکھے شب و روز

کیونکہ شب زلف مین نہان ہو — کیا صبح امید عاشقان ہو

دکھلائے اگر وہ اپنا جوبن — کٹ جائے سیکڑوں کی گردن
یہ خون شفق جو دیکھتے ہو — کاٹا ہے فرشتوں نے گلے کو
گردن ہے بلند شکل ہمت — ہو گی نہ کسی کی زیر منت
ہو تیہ اسکا جو صاف و شفاف — کھائیں جو چیز دیکھ لو صاف
انسان نہیں حور کا گلا ہو — سب کہتے ہیں نور کا گلا ہو
بیتاب ہو سنکے جسدم آواز — نغمہ سے نہیں ہو کچھ کم آواز
ہے یہ مینا سے بادۂ نور — جسکے نشہ میں خلق ہو چور
یہ وہ صیاد ہے دلاور — جسکو کسی بات کا نہیں ڈر
رہنا ہوشیار طائر جان — دام گیسو ہے دوش پہ پیچان

وصف دست

اب ہاتھوں کا وصف لکھ رہا ہوں — رہ رہ کے قلم کو چومتا ہوں
تحریر صفت کی کس کو طاقت — زور بازو ہی طبیعت
اب ذہن نے آکے ہاتھ پکڑا — کچھ فکر نے بھی دیا سہارا
مضمون کیا ہاتھ آ گئے ہیں — دولت دنیا کی پا گئے ہیں
وہ ہاتھ ہیں دستگیر عالم — کر دیتے ہیں دم میں شاد و خرم
گر یہ حاجت روا دل ہیں — ناخن بھی گرہ کشائے دل ہیں
وصف ناخن نہیں کسی سے ہیں — ناخن اب عقل کے لیے ہیں

وہ کیجیو چشم بد سے انکو | انکھونمین اوسکے ناخنہ ہو
ان ہاتھون نے کام وہ کیے ہین | لاکھون دل ہاتھ مین لیے ہین
زینت نہ حواس ہوش پر ہو | سب بار انھین کے دوش پر ہو
لاکھون کرتے رہے تمنا | اور ان تک نہ کسی کا ہاتھ پہونچا
پہونچا بھی تو دستبرد ہو کر | کبر و نخوت سے ہاتھ دھو کر
دیا ہے جو کوئی کام پر آئے | ان ہاتھونکو آگے ہاتھ پھیلائے
محتاج انکو گدا ہین اور شاہ | کیسے ان ہاتھون کو ید اللہ
یہ قوت بازوے ضعیفان | یہ طاقت خاطر نحیفان
انکا جو کوئی طمانچہ کھائے | وہ زیست سے اپنے ہاتھ اوٹھائے
ان ہاتھونکو ہین پری کی شکنجے | پہونچین زور آورون کے پنجے
پانچون انگلی کے یہ سخن ہین | ہم بھی دنیا مین پنجتن ہین
کوئی نہین ششدر جہت مین ہم سا | قوت مین شباہت مین ہمتا

وصف سینہ

اب خامہ چلا ہے جانب صدر | جرأت سے بڑہا ہے جانب صدر
سینہ کی صفت کا جو صفا ہو | کیا جوش ہے کیسا ولولا ہو
موصوف جو سینہ بنگیا ہو | کاغذ آئینہ بنگیا ہے
حیرت سے دوات اوملی پڑی ہے | اپنے گہر سے نکل پڑی ہو

سینہ یہ خدا کا ہے خزینہ ‏ اسرار کا اسمین ہے دفینہ
حاصل ہین اک طرح کو مقصود ‏ جو کچھ تو ڈھونڈ وہ سب اسمین موجود
کرتے ہین سب عزت و قدر ‏ کل جسم کے حسن کا ہے یہ صدر
ظلمت کا تو نام ہی نہین ہے ‏ اس صبح کی شام ہی نہین ہے
اسمین قوی حوصلہ جگر ہے ‏ اسمین دل جو خدا کا گھر ہے
اسمین نہین دخل بغض و کینہ ‏ سب عیبون سے پاک صاف سینہ
ہے خوب دل و جگر کی تمثیل ‏ روشن اک گھر مین دو ہین قندیل
سینہ سے شکم بھی گو ملا ہے ‏ دونون کی صفت جدا جدا ہے
وہ مالا مال دولتون سے ‏ یہ پُر ہے خدا کی نعمتون سے
اوسمین اندیشہ ہے نہ وسواس ‏ اسمین کچھ بھوک ہے کچھ پیاس
وہ ہے خالی کدورتون سے ‏ یہ بھرا ہوا ضرورتون سے
حلقہ جو شکم مین ناف کا ہے ‏ یہ قفل خزانہ پر لگا ہے
تا یہ دولت نجائے باہر ‏ اسرار نہ ہون کسی پہ ظاہر

وصف کمر

دل مین خامہ کے ہے تلاطم ‏ توصیف کمر مین عقل ہے گم
اوسکی کیا مین کیا ثنا ہو ‏ جسکا کچھ بھی نہین پتا ہو
بہتر اسکی صفت کو سر بہ مہر کر لے ‏ مضبوط اپنی کمر کو کر لے

آسان نہیں ہے اسکی تعریف
مضمون عجیب کی ہو تعریف

ترکیب اسکی نہیں ہے معلوم
موجود کو کیسے لکھیے معدوم

اسمیں نہ کچھ کیف ہو نہ کچھ کم
اسکا ہے عدم وجود توام

ہے تار نگاہ عین حیرت
موئے مژگان چشم حیرت

کچھ واسطہ اسکا درمیاں ہے
ہے جسم پہ مثل جان نہاں ہے

مضمون کمر بندھا ہوا ہو
اک رشتۂ جان لگا ہوا ہو

سچ ہے کہ خیال و خواب ہو یہ
یا اک موج سراب ہو یہ

نازک رگ برگ گل سے افزوں
باریک ہے جو نظر سے بیرون

بالغرض گر اسکا حال لکھیے
کسکی زلفوں کا بال لکھیے

ڈھونڈھیں کسے اور کسکو پائیں
ایسی آنکھیں کہاں سے لائیں

عنقا ہی کی یادگار ہے یہ
اعجوبۂ روزگار ہے یہ

وصف پا

خامہ کو ہے شوق پابوسی
کیا پا تو نے کی ہے جا بیکی

بہر تعظیم پائے اطہر
جھک جھک کے گرا قدم قدم پر

ان پاؤں کی کیا کرے بڑائی
سر آنکھوں پہ جا انھیں نے پائی

ایسی کسکو ملی ہے تقدیر
جنکے قدموں کی خاک اکسیر

تصویر اگر کبھی جو کوئی کھنچا جائے
مردہ ہو تو اوسمیں جان آجائے

ہے دعوی قم باذنی انکو — آئین جینا ہے مرکے جنکو
ہاتھ آئے جو انکی پایمالی — حاصل ہو عجب فراغ بالی
یہ ہین راہ خدا کے سالک — یہ منزل مدعا کے سالک
لغزش ہرگز نہین قدم کو — صد ہا شاباش انکے دم کو
جس جگہ ہوین قدم یہ رنجہ فرمائین — اوس گھر کی بلائین دور ہو جاوین
خلقت واقف ہو اس سے ساری — دنیا پہ انہین نے لات ماری
غلمان یہان آکے پاؤن دابین — محو ہوین یہ پیر دھوکے پیوین
پوچھے صفت انکی کوئی ہمدم — دنیا قائم انھین کے دم سے
آئینہ نہ انکو وہ منور — جیسے آئینۂ سکندر
کیا خوب لگی ہے لو یہ جاگی — دیکھا کرین سیر وہ جو جاگی

خاتمہ سراپا

محمود اب لکھ چکے سراپا — جیسا سنتو تھے ویسا دیکھا
مانی سے کھنچیگی کیا یہ تصویر — لائیگا کہان سے ایسی تقدیر
بہزاد کی کیا ہے تاب وطاقت — جو آکے بنائے ایسی صورت
جاکر مرشد کو یہ دکھاؤ — جنکی ہے صفت اونھین سناؤ
پوچھو نہ یہ جیسی کیا ملیگا — جب اونسے ملے خدا ملیگا
اب کوئی غزل ہمین سنادو — کچھ عشق کا رنگ بھی دکھاؤ

ٹپکے ہر لفظ سے محبت | ہر حرف سے آئے بوئے الفت

غزل

طور سینا پہ ایک کیا ہے | جلوہ ہر شے میں یار کا ہی

مطلع تنہا نہیں مہر کی ضیا ہے | ہر ذرہ میں وہ چمک رہا ہی

ایضاً کیا حاجت عرض مدعا ہے | جو حال ہے خود تو جانتا ہی

ایضاً ایسی ہی اگر تری ادا ہے | اپنی تو بس ایک دن قضا ہی

ایضاً بت دل میں زبان پہ خدا ہے | ظاہر باطن جدا جدا ہی

کیوں کہتے ہیں لوگ ماسوی اللہ | کیا اور بھی کچھ تری سوا ہی

عشق گیسو ہے اور میں مجنون | اوسکی رسی مرا گلا ہے

ہے دل کی مراد نامرادی | بیجا صلہ اپنا مدعا ہے

ملتا تو ہے وہ مگر بدقت | ہے یار یہ دیر آشنا ہے

سنتا نہیں حال دل کبھی وہ | کہیے کیا طرفہ ماجرا ہے

منھ سے اپنے کبھی تو بولے | آتی اوس بت سے التجا ہی

الفت کرینگے تجھسے جی بھر | کیا سمجھے تجھے ابھیں کچھ نیا ہی

وہ باغ میں کوئی یار میں ہم | عاشق ہیں مزے میں یا صبا ہی

جو کچھ تھا پہلے کر چکے نذر | اب آئے ہو کیا یہاں دھرا ہی

تم اپنے جیسے ہو ہم ہیں جیسے | جو کہیو درست ہے بجا ہی

اپنی تقدیر پہ ہیں شاکر
تجھسے شکوہ نہ کچھ گلا ہے

کیوں منع ہو آؤ کھینچنے کی
پیری کا یہی تو اک عصا ہے

پیمانۂ عمر یاں ہے لبریز
ساقی کوئی جام بھی بھرا ہو

اسطرح ہوا نپے جسم میں جان
جسطرح حباب میں ہوا ہے

ہوجائیں ہم ان بتوں کے بندے
کیا کیجیے مرضی خدا ہے

اس عشق میں اپنی دین و دنیا
کھو بیٹھے ہم اونکا کیا گیا ہے

جاتے ہیں معاف کیجیو گا
جو کچھ ہے سنے کہا سنا ہو

جم کر رہتی نہیں کسی پاس
دنیا بھی عجیب بیسوا ہو

مشکل کی نہیں ہو فکر محمود
سو جو وسیلے مرتضے ہے

مناجات

مانگو محمود اب دعائیں
پہونچا دو عرش تک صدائیں

یارب سنتی ہی میری حجت
وا ہو جاے در اجابت

جرأت دی التجا کی تونے
رغبت دی اس دعا کی تونے

کچھ شرط نہو مری دعا میں
پرہیز کوئی نہو دوا میں

تونے جو کچھ کیا ہے وعدا
بن جائے سبب اوسیکا ایفا

دل سے مرے یاس کو مٹا دے
صورت امید کی دکھا دے

استغنا وہ دے تو مجکو مولا
رکھوں نہ کچھ خلق کی نہ پروا

طامع نہ رہوں میں سیم و زر کا
ہو جاؤں فقیر تیرے در کا

سر پہ ہو مرے افسر قناعت
ہوں شاہ کشورِ قناعت

میں سیر رہوں اور غذا ہو فاقہ
دل زندہ ہو اور نفس مردہ

ہر کام کو یاں سبب ہو درکار
بے اوسکے کبھی نہ ہوگا زنہار

لیکن قدرت ہے تجھمیں مولا
کر دے سبکے سبب مہیا

جو چاہا ہو نہیں ہے تجھکو درمیاں تو
اور کوئی سبب درمیاں ہو

کار دنیا ہو مجھپر آساں
اوسکا ہو عدم وجود یکساں

کہتے ہیں جسے خوشی و ہو غم
بزم شادی ہو بزم ماتم

راحت ہو رنج اب بدل جائے
حسرت جو دل میں ہو نکل جائے

جتنے مرے عیب ہیں نہاں ہوں
گذرے جو صدقے ہیں عیاں ہوں

ہو دفع مرض شفا ہو باقی
فانی ہو فنا بقا ہو باقی

تبدیل ہو ماہیت جز و کل
پتھر سے ہوں لعل خار ہو گل

فاسق نہ رہوں ہوں میں عاشق
صبح کاذب ہو صبح صادق

مجھکو کسی بات کی نہ ہو فکر
جز تیرے نہ ہو زبان پہ ذکر

دوزخ کا نہ ڈر نہ شوق جنت
دل میں ہو فقط تری محبت

کچھ اور نہ مجھکو آرزو ہو
بس تو ہو جہاں میں تو ہی تو ہو

خوش یا ناخوش ہو دل بلا سے
راضی میں ہوں تیری رضا کو

مارو نہ ترے خلاف کچھ ہم — گردن تسلیم کی رہے خم

ہرچند گناہگار ہو نہین — رحمت کا امیدوار ہو نہین

دنیا بھر کے وہ نہین گو عیب — ہون منتظر لطیفۂ غیب

اب اتنی عنایت ہو خدا کر — ہوجاؤن خودی و اپنی باہر

اتنی باقی رہے نہ تمیز — دنیا اور آخرت ہے کیا چیز

حیلہ ہو نہ کچھ نہ ہو بہانہ — بیگانگی جائے ہون یگانہ

اوٹھجائے ذرا دوئی کا پردا — وحدت کا مین دیکھون تماشا

بندے پہ خدا جو مہربان ہو — دو ہون قالب و ایک جان ہو

ظاہر مین چھپے نہ یہ شریعت — باطن مین بھری ہے حقیقت

بیچ وحدت مین تو نہین ہے فرق — مجھمین تجھمین ہے کچھ فرق

تو آنکھون مین اسطرح سما جائے — دیکھون نہین جدھر تو ہی نظر آئے

مطلوب جو ہو وہی ہو طالب — بر آئین سب دل کے مطالب

کبتک مجھکو رہیگی دوری — حاصل ہو جائے اب حضوری

خواہان وصال ہے دل زار — جو پائے دوا ہو جیسے بیمار

مشتاق کہین ترا مکان ہے — معلوم نہین کہ تو کہان ہے

جو ہو متمنی تجلے — اوسکی کسطرح ہو تسلی

حال اپنا تو کسکو کر سنائے — چھپنے کی جگہ نہین بتا دے

وے تو نہیں موت سے محبت — جس میں نہ ہو ناگوار رحلت

ہو وصل اگر وصال ہو جائے — آسان امر محال ہو جائے

جو کل کرنا ہے آج کر جاوں — مرنے سے پیشتر میں مر جاوں

ناقص ہوں پونجی نہ ہو کوئی ساتھ — خالی دونوں رہیں سے ہاتھ

میں ہوں نہ اور ہو فقط تری ذات — خجلت ہو ادھر ادھر عنایات

کچھ عدل کو دخل تو نہ دینا — جو کام ہو رحم ہی سے لینا

پوچھے میرا نہ کوئی احوال — تولا جائیں نہ میرے اعمال

موقوف رہیں حساب سارے — میزان رکھی رہے کنارے

کاتب نادم ہوں یا الٰہی — اوڑ جائے سفیدی سیاہی

ہاتھوں میں دوات خامہ رہ جائے — سادہ اعمال نامہ رہ جائے

سنئے مری اے مجیب دعوات
مقبول ابھی ہو یہ مناجات

تمت

دینی کتابیں

تاریخ اسلام کامل شاہ معین الدین احمد ندوی

تاریخ دولت عثمانیہ کامل

تاریخ اندلس

مختصر تاریخ ہند

حیات شبلی

الغزالی

شعر العجم کامل

شعر الہند کامل

فتاویٰ دار العلوم کامل

خطبات حکیم الاسلام کامل

خلاصہ تفسیر القرآن کامل عکسی

تفسیر ابن کثیر کامل عکسی

تفہیم القرآن کامل عکسی مجلد

خطبات مودودی

خلافت و ملوکیت

لغات القرآن عکسی

سیرت النبی کامل

بہار شریعت کامل مجلد

انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر

تاریخ دعوت و عزیمت کامل عکسی مجلد

دستور حیات عکسی

نبی رحمت عکسی

تذکرہ حضرت فضل رحمٰن گنج مرادآبادی

نقوش اقبال

آئینہ حرم عکسی مجلد

مدینہ شریف کی مستند تاریخ از فوٹو حیات

صلوٰۃ و سلام فضائل درود شریف اردو

مسلم اوقات اکیف اردو

مشکوٰۃ شریف کامل اردو

خورشید بکڈپو سیٹھی ہاؤس متصل ڈاک خانہ امین آباد لکھنؤ (یوپی)

لکھنؤ کی مشہور

قرآن پاک [illegible]

۱۹ء ۱۰ ۱۳ھ

خورشید بکڈپو

اسٹیشن ہاؤس نزد ڈاکخانہ امین آباد لکھنؤ